لاہور
ہفت روزہ
ندائے خلافت
04
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

11 تا 17 رجب المرجب 1445ھ / 23 تا 29 جنوری 2024ء

تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں!

ہم مسلمانانِ پاکستان کو بھی کسی مغالطے میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے۔ اس لیے کہ ایک جانب بھارت کے ہندو فنڈامنٹلزم کا علاقائی عملداری کا دعویٰ انڈونیشیا سے افغانستان تک، معاشی استحصال کی امنگیں اس سے بھی آگے ایران و عرب تک اور بحری بالادستی کا عزم پورے بحرِ ہند پر یعنی آسٹریلیا سے افریقہ تک ہے۔ اور دوسری طرف بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ اور ہنود و یہود کا اشتراکِ عمل بڑی تیزی کے ساتھ رسمی اور روایتی سفارتی تعلقات سے بہت آگے بڑھ رہا ہے! اور اسرائیل اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے توسیعی عزائم یعنی عظیم تر اسرائیل کے قیام کی راہ میں واحد مسلمان ملک جو مزاحم ہو سکتا ہے وہ صرف پاکستان ہے، جس کے ایٹمی دانت نکلنے کا اندیشہ ہے! اور تیسری جانب امریکہ وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلمان ریاستوں کے سیاسی، معاشی یہاں تک کہ سماجی روابط بھی مغرب میں اسرائیل اور سیکولر ترکی اور مشرق میں بھارت کے ساتھ استوار کرانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ الغرض ان جملہ داخلی و خارجی عوامل کا ''حاصلِ جامع'' اقبال کے الفاظ میں یہ ہے کہ ع ''تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں!'' اور ہم بحیثیت ملک و قوم اس وقت بالکل اسی صورتِ حال سے دوچار ہو چکی ہیں جس کے پیشِ نظر بخت نصر کے ہاتھوں عظیم سلطنت اسرائیل اور مقدس شہر یروشلم کی کامل تباہی سے قبل انبیاءِ بنی اسرائیل اپنی قوموں کو ان الفاظ میں متنبہ کرتے رہے تھے کہ: ''ہوش میں آ جاؤ، ورنہ جان لو کہ درخت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھا جا چکا ہے!''

(سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمتوں کا ماضی، حال اور مستقبل اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری (ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 108 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 24000 سے زائد، جن میں بچے: 9800،
عورتیں: 6800۔ زخمی: 60000 سے زائد

اس شمارے میں

تری بربادیوں کے مشورے ہیں....!
اہلِ جہنم کے خصائل باعثِ عبرت
فرد کی شخصیت کے دو رُخ
غزہ پر ظلم اور اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ
پامردیٔ مومن
زخمی بچہ، مغربی میڈیا اور دو ذرائع

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1069

نیک اور برے اعمال کا بدلہ

سُوْرَةُ النَّمْل | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 89 ، 90

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾

آیت ۸۹ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ﴾ ”جو کوئی بھی (اُس دن) نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہوگا۔“

ایک نیکی کا اجر دس گنا بھی ہو سکتا ہے‘ سات سو گنا بھی اور اس سے بھی زیادہ۔ بہر حال نیکی کا بدلہ بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔

﴿وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾﴾ ”اور وہ اُس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔“

اس سے قیامت کے دن کی گھبراہٹ مراد ہے جسے سورۃ الحج کی پہلی آیت میں ﴿اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾﴾ کہا گیا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ قیامِ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ مؤمنین صادقین کو سکون کی موت عطا کر کے اس دن کی گھبراہٹ سے بچا لے گا۔ اس کے علاوہ ان الفاظ میں اس مفہوم کی گنجائش بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بعث الموت کے بعد میدانِ حشر کی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رکھے گا۔

آیت ۹۰ ﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ﴾ ”اور جو کوئی بُرائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگوں کے منہ آگ میں اوندھے کر دیے جائیں گے۔“

یعنی ان لوگوں کو اوندھے منہ جہنّم میں جھونک دیا جائے گا۔ اعاذنا اللہ من ذٰلک!

﴿هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾﴾ ”(اور کہا جائے گا کہ) تمہیں بدلے میں وہی تو دیا جا رہا ہے جو تم عمل کرتے رہے ہو۔“

یعنی اس سزا کی صورت میں تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو رہی‘ بلکہ تمہارے اعمال کے عین مطابق ہی تمہیں بدلہ مل رہا ہے۔

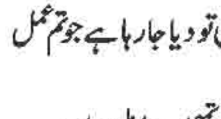

درسِ حدیث

باپ جنت کا دروازہ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ))
(سنن الترمذی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ”باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، چاہے تم اس دروازے کو ضائع کر دو، یا اس کی حفاظت کرو۔“

تشریح: اگرچہ اس حدیث میں صرف والد کا ذکر ہے لیکن جب ہم حضور ﷺ کے اقوالِ مبارک کا بحیثیت مجموعی جائزہ لیں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ مراد والدین ہیں۔ والدین کی خدمت کو جنت میں جانے کا قریب اور آسان راستہ قرار دیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان والدین کو خوش رکھے تو آسانی سے جنت مل سکتی ہے اور جو والدین کو ناراض رکھے گا تو جنت سے محرومی اس کا مقدر ہوگی۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں!“

ہمسایہ برادر اسلامی ملک ایران نے 16 جنوری کو پاکستان کی سرزمین (بلوچستان) پر ایک میزائل داغا تھا جس کے نتیجہ میں پاکستان کے دفتر خارجہ کے مطابق ایک عورت اور 2 معصوم بچے شہید ہو گئے۔ یہ ایک ناقابلِ یقین اور افسوسناک سانحہ ہے۔ اہل پاکستان کو ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ ہمسایہ اور برادر اسلامی ملک ایران پاکستان کے خلاف اتنا بڑا اقدام اٹھائے گا۔ حقیقت میں تو یہ ایک ریاستی دہشت گردی ہے جس کا پاکستان شکار ہوا ہے۔ ہم اِسے کسی صورت قبول نہیں کر سکتے پاکستان نے عسکری سطح پر جوابی کارروائی کرنے کے ساتھ سفارتی سطح پر پہل کرتے ہوئے ایران سے اپنا سفیر واپس بلا لیا ہے اور ایران کے سفیر کو پاکستان سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ بہر حال اِس سانحہ سے ناقابلِ برداشت صدمہ پہنچا ہے اس لیے بھی کہ عوامی سطح پر تو دونوں ممالک کے قریبی اور دوستانہ تعلقات ہیں۔ فقہی اختلافات کے باوجود دونوں ممالک کے عوام اسلام سے وابستہ ہیں۔ ایران نے اِسی روز صرف پاکستان پر ہی نہیں بلکہ عراق میں موساد کے ہیڈ کوارٹر اور شام میں باغیوں پر حملہ کیا۔ لہٰذا یہ بات آسانی سے سمجھ آتی ہے کہ یہ امریکہ کے خلاف Proxy-War کا حصہ ہے۔ اِس لیے کہ عراق کی حکومت مکمل طور پر امریکہ کے کنٹرول میں ہے اور وہ امریکن ایجنڈے کو بغیر کسی لگی لپٹے کے آگے بڑھاتی ہے۔ اور امریکہ ہی کی اشیر باد سے اسرائیل کو عراق میں ہر قسم کی سہولت کاری حاصل ہے لہٰذا ایران کا عراق میں موساد کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ درحقیقت اسرائیل اور اس کے سہولت کار پر حملہ تھا البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایران نے یہ جاننے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ عراق کا سیاسی جھکاؤ اب کس طرف ہے۔ دراصل ایران کا دشمنوں کو محض اپنی طاقت کا مظاہرہ دِکھانا مطلوب تھا۔ شام میں باغیوں پر حملہ کا سیدھا سادھا مطلب یہ تھا کہ اگر تم (یعنی امریکہ) ہمیں غزہ کی جنگ میں زبردستی گھسیٹتے ہو تو ہم (یعنی ایران) بشار الاسد کو تقویت پہنچائیں گے جو شام میں روس کی پوزیشن مضبوط کرنے کا باعث بنے گا۔ پاکستان پر حملہ کرنے کی فوری وجہ یہ سامنے آتی ہے کہ گذشتہ سال 06 دسمبر 2023ء کو ایران کے بلوچستان میں سیستان کی ایک پولیس چوکی پر ایک زمینی حملہ ہوا تھا جو ایران کے مطابق جیش العدل نے کیا تھا جس کے پاکستان کے بلوچستان میں اڈے ہیں اور تازہ ترین وجہ یہ بنی کہ وہ حوثی باغی جن کی پشت پر ایران ہے انہوں نے دعویٰ کیا کہ اُنہوں نے اسرائیل کا بحری جہاز اغوا کر لیا ہے اور جو بحرہ احمر میں کارروائیاں کر کے غزہ کی جنگ میں اسرائیل اور اُس کے پشت پناہوں کی تجارت کے لیے خطرہ کا باعث بن رہے تھے۔ اُس سمندری علاقے میں پاکستان اپنے تین بحری جہاز بھیج کر بلاواسطہ طور پر فلسطینیوں کے قاتل اسرائیل کی بالواسطہ طور پر مدد کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ پاکستان پر ایران کے حملہ کی مزید وجہ سمجھنے کے لیے ہمیں رضا شاہ پہلوی کے دور میں ایران اور پاکستان کے تعلقات امریکہ کے حوالے سے دیکھنا ہوں گے اُس دور میں دونوں اسلامی ممالک امریکہ کے کیمپ میں تھے۔ لہٰذا اِن میں گاڑھی چھنتی تھی اور بڑے دوستانہ تعلقات

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 رجب المرجب 1445ھ جلد 33
23 تا 29 جنوری 2024ء شمارہ 04

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تھے۔ ایرانی انقلاب کے بعد ایران امریکہ تعلقات بگڑ گئے۔ لیکن امریکہ پاکستان تعلقات اچھے رہے۔ ضیاء الحق کے دور میں امریکہ پاکستان تعلقات کی گہرائی اور مضبوطی کا اندازہ کریں کہ امریکہ نے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوششوں اور پیش رفت کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ ایٹم بم ہی کے مسئلہ پر امریکہ بھٹو کو ایک فوجی طالع آزما کے ذریعے پھانسی دلا چکا تھا۔ سوویت یونین افغانستان سے پسپا ہوا تو امریکہ نے پاکستان سے آنکھیں پھیر لیں، کیونکہ امریکہ پاکستان سے جتنا کام لینا چاہتا تھا لے چکا تھا۔ لیکن جلد ہی امریکہ کو افغانستان پر خود حملہ کرنا پڑا کیونکہ افغانستان میں ملا عمرؒ کی قیادت میں ایک مکمل اسلامی ریاست قائم ہونے کے واضح امکانات پیدا ہو گئے تھے امریکہ ایک بار پھر پاکستان سے بغل گیر ہو گیا کیونکہ امریکہ کو افغانستان میں پاکستان کی شدید ضرورت تھی۔ لیکن اب ناکامی امریکہ کا مقدر تھی اور اُس نے اپنی شکست کا ملبہ مکمل طور پر پاکستان پر ڈال دیا۔ لہٰذا پاکستان کے بڑوں نے 15-2014ء سے اپنا رخ کسی حد بلکہ کافی حد تک موڑ کر چین جو نئی ابھرتی ہوئی طاقت تھی اُس کی طرف کر لیا۔ یہاں ہم چین سے بھی ایک گلہ کریں گے اِس لیے کہ پاکستان نے قریباً ستر سال بعد امریکہ سے اپنا تعلق کمزور کر کے چین سے اپنا تعلق مضبوط بلکہ انتہائی مضبوط کیا تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ستر سالوں میں اگر پاکستان امریکہ کے بہت کام آیا تو امریکہ نے بھی (چاہے اپنے مفاد میں ہی) پاکستان کی بہت مدد کی تھی۔ خاص طور پر جنگی ساز وسامان کے حوالے سے پاکستان کو اِس قابل کر دیا تھا کہ بھارت کے حملہ کا مقابلہ کرے۔ 1965ء کی جنگ میں پاکستان کے پاس صرف امریکی اسلحہ تھا۔ اس سب کے باوجود پاکستان نے سفارتی چھلانگ لگا کر چین کا ساتھی بننے کا فیصلہ کیا لیکن چین نے ہمارا ہاتھ اُس طرح نہیں تھاما کہ ہم امریکی مدد سے بے نیاز ہو جاتے علاوہ ازیں یہ کہ کچھ ہمارے حکمران اس بات پر بضد ہو گئے کہ ہمارے غیر ملکی دوست بنیادی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری (یعنی حکمرانوں کی) عیش وعشرت کا سامان بھی مہیا کریں۔ عام تجارتی سودوں میں ہی نہیں دفاعی سامان کے حوالے سے بھی جو لین دین ہو اُس میں ہمیں (حکمرانوں) ایک بڑا حصہ ملنا چاہیے۔ عین ممکن ہے کہ ہمارے یہ اطوار دیکھ کر چین بھی سوچتا ہو کہ جب یہ خود برباد ہونے پر تلے ہوئے ہیں تو ان ڈوبتے ہوؤں کو کوئی اپنا نقصان کر کے کیوں بچائے۔

بہرحال جہاں تک امریکہ کے اس الزام کا تعلق ہے کہ پاکستان افغانستان کی جنگ میں ڈبل گیم کرتا رہا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ بعض حالات اور واقعات کے پس منظر میں امریکہ کے اِس الزام کو مکمل طور پر رد نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان مشرف دور میں امریکہ کے ساتھ ڈبل گیم کر رہا تھا لیکن افغان طالبان کے ہاتھوں اپنی بدترین اور ذلت آمیز شکست کا ذمہ دار کلی طور پر پاکستان کو ٹھہرا دینا یہ امریکہ کی کھلی بددیانتی ہے کہ وہ اپنی افواج کی بزدلی، غلط حکمت عملی اور اپنے غلط اندازوں کو ایک طرف رکھ کر صرف پاکستان کو ذمہ دار قرار دے دے۔ یہ درحقیقت ایک چاروں شانے چت گرے ہوئے پہلوان کے جھوٹے عذرات ہیں جو وہ تراش رہا ہے اسی بنا پر اب وہ بڑی کامیابی سے پاکستان کے خلاف ڈبل گیم کر رہا ہے۔ لیکن حکمران جانے یا انجانے میں اسے قبول کر رہے ہیں ایک طرف وہ بڑے سوچے سمجھے منصوبہ کے ساتھ پاکستان کے سیاسی بحران کو بدترین انتشار کی طرف لے جا رہا ہے تاکہ پاکستان میں مقتدر طبقات اور عوام ایک دوسرے کے مدِمقابل آ جائیں اور پاکستان داخلی سطح پر کمزور سے کمزور تر ہو جائے اور دوسری طرف پاکستان کو ایسی خارجہ پالیسی اپنانے پر مجبور کر رہا ہے جس سے بھارت جیسے غیر مسلم ملک ہی نہیں افغانستان اور ایران جیسے مسلمان ممالک بھی پاکستان کے دشمن بن جائیں۔ یاد رہے پاکستان افغان مہاجرین کو ایک ماہ میں نکلنے کا یک جنبش حکم دے چکا ہے جو آسانی سے ممکن نہیں۔ افغانستان پاکستان ٹرانزٹ ٹریڈ پر غیر ضروری ٹیکس لگا دیا گیا اور اب بار بار تورخم بارڈر بند کیا جا رہا ہے جس سے افغانستان کی تجارت تباہ ہو رہی ہے اور اُن کی معیشت متاثر ہو رہی ہے۔

امریکہ نے ایران کا حریف ہونے کے باوجود پاکستان پر حملہ کرنے کے حوالے سے ایران کی کھلے الفاظ میں مذمت نہیں کی جبکہ پاکستان قریباً ڈیڑھ دو سال سے عالمی اور خطے کے معاملات میں امریکہ کی پالیسیوں کو اندھا دھند آگے بڑھا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے چین جیسا دوست خاموش احتجاج کے ساتھ قدرے بلند آواز میں بھی احتجاج کر رہا ہے۔ چین کے وزیر خارجہ پاکستان کے دورے کے دوران کھلم کھلا یہ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان اپنے ملک میں سیاسی استحکام پیدا کرے علاوہ ازیں چین کا میڈیا جو ہمیشہ حکومتی کنٹرول میں رہا ہے اُس کے تبصرے چینی حکومت کی سوچ کی غمازی کر رہے ہیں۔ روس بھی یوکرائن کے مسئلہ پر پاکستان سے ناراض ہو چکا ہے۔ کیونکہ پاکستان کے راستے یوکراین کو اسلحہ کی فراہمی کی اطلاعات اور یوکرائن کے ذمہ داران کو پاکستان کے دورہ کی دعوت روس کی شدید ناراضگی کی وجوہات میں شامل ہیں۔ البتہ امریکہ پاکستان کو سعودی عرب اور امارات سے مالی امداد دلا رہا ہے لیکن بے وفائی کا پس منظر رکھنے والا امریکہ جونہی اپنا مقصد حاصل کرلے گا یہ عرب ممالک بھی پیچھے ہٹ جائیں گے اور پاکستان بدترین تنہائی کا شکار ہو جائے گا۔ جبکہ صرف 2024ء میں پاکستان نے 27.47 بلین ڈالر اور اگلے تین سالوں میں 77.5 بلین ڈالر غیر ملکی قرضہ ادا کرنا ہے جس کی ادائیگی موجودہ صورتِ حال میں ناممکن نظر آتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر ہمارے پاس فروخت کرنے کے لیے کیا ہوگا جبکہ پہلے ہی ملک کے کچھ ایئرپورٹ اور شاہراہیں غیر ممالک کے پاس گروی ہیں۔

کل کیا ہوگا یہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ موجودہ صورت حال کو دیکھ کر مستقبل کے بارے میں اندازے لگائے جا سکتے ہیں اور اندازے صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی۔ ہمارے اندازے کے مطابق جس طرح یکطرفہ طور پر الیکشن کرائے جا رہے ہیں اس کے نتائج سے مزید انتشار بڑھے گا۔ اب تک کی صورتِ حال کے مطابق الیکشن نہیں بلکہ مبینہ طور پر سلیکشن ہو رہی ہے اور کامیاب امیدواروں کا محض نوٹیفکیشن ہو جائے گا اور عوام غیر متعلق ہو کر رہ جائیں گے اور اس مزاحیہ کھیل میں وہ غریب قوم جو پہلے ہی قرضوں کے پہاڑ تلے دبی ہوئی ہے اُس پر انتخابات کے حوالے سے 47 ارب روپے کا قرضہ مزید بڑھ جائے گا اور حاصل کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ایسے انتخابات کے ذریعے جو حکومت طاقتوروں کی پشت پناہی سے بنائی جائے گی اُسے 20 فیصد سے زیادہ عوام کی حمایت حاصل نہ ہو سکے گی کیونکہ اب تک کے تمام سروے بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں۔ لہٰذا ایک انتہائی کمزور حکومت ہوگی اور یہی امریکہ چاہتا ہے۔ اور اگر الیکشن ملتوی کر دیئے جائیں تو ہمیں یہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ یہ ملک کے لیے کتنے مہلک ثابت ہوں گے گویا غلط فیصلوں اور حکمت عملی کی وجہ سے ہمارے آگے گڑھا اور پیچھے کھائی ہے۔ اس بات کا ریکارڈ پر آنا لازم ہے کہ عالمی حالات اور موجودہ ملکی سیاسی عدم استحکام، عوامی بے چینی، ملک کی داخلی صورت حال اور ملک کی سلامتی پر منڈلاتے خطرات کے حوالے سے ہم تمام مسلمانوں اور خاص طور پر پاکستانی قوم کو آگاہی دے رہے ہیں کہ ہوش کے ناخن لیں تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں۔ اللہ تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ وہ کوئی راہ نکال دے۔

اہل جہنم کے خصائل باعث عبرت

(سورۃ قٓ کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

جامع مسجد قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ کے 12 جنوری 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

گزشتہ جمعہ میں سورۃ قٓ کے دوسرے رکوع کی ابتدائی آیات کا ہم نے مطالعہ کیا تھا۔ آج اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ہم ان شاء اللہ اس رکوع کی باقی آیات کا مطالعہ کریں گے۔ سورہ قٓ کے اس رکوع کا موضوع فکر آخرت ہے اور انسان کے اعمال پر سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والا عقیدہ آخرت کا عقیدہ ہے۔ جمعہ کے خطاب کا ایک بڑا مقصد اور حاصل بھی یہی ہے کہ لوگوں کو یاددہانی کروائی جائے کیونکہ انسان بھول جاتا ہے، دل سخت ہو جاتے ہیں، غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ یاددہانی دلوں کو نرم کر سکتی ہے، غفلت کے پردے ہٹ سکتے ہیں اور انسان اپنی اصلاح کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اسی یاددہانی کے لیے قرآن میں فکر آخرت کا بیان مسلسل آیا ہے۔ چنانچہ زیر مطالعہ آیات میں فرمایا:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ⑳﴾

”اور صُور میں پھونکا جائے گا۔ یہ ہے وعدے کا دن!“

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا بعض تین مرتبہ کا بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد قیامت برپا ہوگی اور وہ جس دن کا وعدہ اللہ نے کیا ہے آ کر رہے گا۔ اس دن مجرمین کے لیے انتہائی دردناک عذاب ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کیسے دنیا میں دل لگا لوں، میں کیسے کھل کھلا کر ہنسنے کی باتیں کروں، اسرافیل تو کان لگائے بیٹھا ہے کہ ادھر اللہ کا حکم ہو اُدھر وہ صور میں پھونک دیں اور قیامت برپا ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قیامت بہت دور ہے جبکہ قیامت صغریٰ تو ہمارے سر پر کھڑی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کی موت ہوگئی اس کی گویا قیامت ہوگئی۔ وہ اٹھے گا تو محشر برپا ہوگا۔ وہی دن ہے جس میں مجرمین کے لیے سخت عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ㉑﴾

”اور ہر جان آئے گی (اس حالت میں کہ) اس کے ساتھ ہوگا ایک دھکیلنے والا اور ایک گواہ۔“

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ کراماً کاتبین ہیں جو انسان کے ہر ہر عمل کو نوٹ کرتے جاتے ہیں۔ روز محشر ان میں سے ایک انسان کو ہانکنے والا ہوگا اور دوسرا انسان کا اعمال نامہ پیش کرے گا۔ آگے فرمایا:

مرتب: ابوابراھیم

﴿لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ㉒﴾

”(اللہ فرمائے گا: اے انسان!) تُو اس دن سے غفلت میں رہا تھا تا! ’تو آج ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے‘ تو آج تمہاری نگاہ کتنی تیز ہوگئی ہے۔“

دنیا میں تمہاری آنکھوں پر پردے پڑے تھے، آخرت کی فکر نہیں تھی، جنت اور جہنم تیری نظروں سے اوجھل تھے، حشر کا میدان تمہیں دکھائی نہیں دیتا تھا مگر آج تمہاری آنکھیں سب کچھ صاف صاف دیکھ رہی ہیں۔ اس دنیا میں اور اُس دنیا میں اللہ نے باقاعدہ پردہ رکھا ہے تاکہ ہمارا امتحان ہو سکے۔ یہ پردہ جب ہٹتا ہے تو فرعون بھی ایمان لانے پر تیار ہو جاتا ہے۔ جب انسان حالت نزع میں ہوتا ہے، موت کی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے اور انسان اِس عالم سے اُس عالم میں ٹرانسفر ہو رہا ہوتا ہے تو وہ کچھ ایسے مناظر بھی دیکھ رہا ہوتا ہے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ نہیں دیکھ پاتا۔ ایسے وقت میں فرعون بھی ایمان لے آیا تھا مگر اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ قیامت کے دن تو بڑے بڑے کافر بھی یہی کہیں گے:

﴿فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا﴾ (السجدۃ:12)

”تو (ایک بار) ہمیں واپس لوٹا دے ہم نیک عمل کریں گے۔“

لیکن سب کا امتحان ایک بار ہی ہونا ہے دوبارہ بھیجنے کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ لہٰذا فائدہ وہی ایمان دے گا جو اس دنیا میں غیب میں رہتے ہوئے انسان لائے جہاں اللہ نے پردے رکھے ہوئے ہیں۔ یہاں جو ایمان لائے گا وہی اگلے جہاں کام آئے گا۔ لیکن یہاں انسان غفلت میں پڑا رہتا ہے۔ اس کے سامنے اللہ کی کتابیں موجود ہوتی ہیں مگر وہ توجہ نہیں دیتا، اس کے سامنے پیغمبروں کی تعلیمات ہوتی ہیں مگر وہ ان پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اس کو دین کی دعوت دی جاتی رہی مگر وہ تکبر کرتا رہا، اس کے سامنے آخرت کا ذکر ہوتا رہا مگر وہ منہ موڑتا رہا۔ اس کے سامنے موت کا تذکرہ ہوتا تھا تو وہ ناپسند کرتا تھا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو پنج وقتہ نماز میں مسلسل یہ زبانی اقرار اور تکرار کرتے ہیں:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾

لیکن مسجد سے باہر جاتے ہی وہ اس دن کو بھول جاتے ہیں، اخلاق میں، معاملات میں، سیاست اور معیشت میں وہ فکر آخرت نظر نہیں آتی۔ غزہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور یہاں بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہوئے

ٹس سے مس نہیں ہو رہے کہ آخرت میں جواب بھی دینا ہے۔ وہاں تو بڑے بڑے فرعون بھی کہیں گے ایک موقع اور دیا جائے تو ہم نیک اعمال کریں گے لیکن دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔ جن کے پاس آج اختیار ہے، موقع ہے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ مومن وہ ہے جو اس دنیا میں ایمان لاتا ہے اور آخرت کو مدنظر رکھ کر زندگی گزارتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ اس کے کردار سے، اس کی گفتار سے، اس کے ظاہر سے، اس کے معاملات اور اخلاق سے پتا چلے کہ یہ اللہ کا بندہ ہے۔ یہ فرعون بن کر نہیں بیٹھا ہوا بلکہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہے۔ جب وقت مقرر آپہنچے گا اور نگاہوں سے پردے ہٹ جائیں گے تب تو سارے ہی ایمان لے آئیں گے۔ اللہ کی یہ بھی شان کریمی ہے کہ اس نے ساری باتیں آج ہی بتلا دی ہیں۔ قرآن میں تسلسل کے ساتھ آخرت کا بیان ہے۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی سینکڑوں احادیث میں آخرت کی فکر کو اجاگر کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کے دور میں ایک مرتبہ ذرا کھل کھلا کر باتیں ہو رہی تھیں، مسکراہٹیں چہروں پر آ رہی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم غفلتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد رکھو تو تمہاری یہ کیفیت نہ ہو۔ ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگ جاتے ہیں، انسان غفلت میں پڑ جاتا ہے۔ اس زنگ کو اُتارنے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کثرت کے ساتھ موت کو یاد کیا کرو اور قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝﴾ ''اور اُس کا ساتھی کہے گا: (پروردگار!) یہ جو میری تحویل میں تھا' حاضر ہے!''

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ روز محشر جو گواہی دینے والا فرشتہ ہوگا وہ انسان کے اعمال کا سارا ریکارڈ پیش کر دے گا لیکن بعض کی رائے ہے کہ وہ انسان کا ساتھی شیطان ہوگا کیونکہ لفظ قرین شیطان کے لیے بھی آیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الزخرف میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝﴾ ''اور جو کوئی منہ پھیر لے رحمٰن کے ذکر سے' اُس پر ہم ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں' تو وہ اس کا ساتھی بنا رہتا ہے۔''

مفسرین کے نزدیک یہ وہ شیطان ہوتا ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے اور اس کو بہکانے کی کوشش کرتا رہتا ہے، وہ بھی انسان کے ہر قول و فعل کا گواہ ہوتا ہے اور روز محشر وہ بھی انسان کے خلاف گواہ بن جائے گا کہ اس نے یہ یہ حرکتیں کی تھیں۔ تاہم بعض مفسرین کے نزدیک وہ فرشتہ ہوگا اور انسان کا نامہ اعمال پیش کرے گا۔ پھر اللہ کا حکم ہوگا:

﴿اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝﴾

''(اللہ تعالیٰ فرمائے گا:) جھونک دو جہنم میں ہر ناشکرے سرکش کو۔''

ان دونوں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ایسے نافرمانوں کو جہنم میں ڈال دو۔ عنید سرکشی کرنے والے کو بھی کہتے ہیں، حدود کو پامال کرنے والے کو بھی، اللہ کے احکام توڑنے والے کو بھی، اللہ کے رسول ﷺ کے احکام توڑنے والے، دین کی تعلیمات کو رد کرنے والے، شریعت کے باغی کو بھی، اور اللہ کی ناشکری کرنے والے کو بھی۔ معلوم ہوا کہ عنید سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو ایمان تو لاتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ اس لحاظ سے بعض ایمان والے بھی کفر کر جاتے ہیں۔ وہ کفر عقیدہ کا نہیں ہوتا بلکہ وہ کفر عمل کا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر)) جس نے جان بوجھ کے نماز ترک کر دی وہ کفر کر چکا۔

چار ائمہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) میں سے تین کا فتویٰ ہے کہ بے نمازی کو تو قتل ہی کر دینا چاہیے۔ جبکہ ان میں سے ایک امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے کہ اس کو قید کر دینا چاہیے جب تک کہ پابند نہ ہو جائے۔

آج ہم ہیں کہ دعوے بھی ہیں مسلمان ہونے کے اور آرام سے پانچوں نمازیں ضائع کرتے ہیں اور نماز جمعہ میں بھی دوڑتے ہوئے آخر میں آتے ہیں جب عربی خطبہ چل رہا ہوتا ہے اور دو رکعت پڑھنے کے بعد اسی سپیڈ سے بھاگتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔ بے نمازی اگر کلمہ پڑھتا ہے تو اس کا جنازہ ہم پڑھیں گے اور پڑھائیں گے لیکن نماز نہ پڑھنا عملاً کفریہ روش ہے۔ اسی طرح حج کے بارے میں اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (آل عمران) ''اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ حج کریں اُس کے گھر کا' جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کے سفر کی۔ اور جس نے کفر کیا تو (وہ جان لے کہ) اللہ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے۔''

غیر مسلموں پر تو حج فرض نہیں ہے۔ یہاں خطاب مسلمانوں سے ہو رہا ہے کہ وہ مسلمان جو استطاعت کے باوجود زندگی میں ایک مرتبہ حج نہیں کرتے تو وہ عملاً کفر کر رہے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اسے پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ لہٰذا ایسے مسلمان جو اللہ کی حدود کو، پیغمبر کی تعلیم کو پامال کرنے والے ہیں، اللہ کے دین پر عمل نہیں کرتے ان کے لیے ہی یہاں عنید کا لفظ آیا ہے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کفار عنید کو جہنم میں ڈال دو۔ اگلی آیت میں ان کی مزید وضاحت فرمائی:

﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ ''جو خیر سے روکنے والا۔''

خیر سے متعلق ہم سب جانتے ہیں کہ نیکی کا کام، دین کا کام، اچھائی کا کام خیر ہے۔ ایسا مسلمان جو نہ خود نیکیاں کرتا ہے، نہ دوسروں کو نیکی کی دعوت دیتا ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر نیکی کے کاموں میں روڑے اٹکاتا ہے۔ اس معاشرے میں کتنی مسلمان بہنیں اور بیٹیاں ہیں جو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر چلنا چاہتی ہیں، شرم و حیا، چادر اور پردہ کا اہتمام کرنا چاہتی ہیں مگر ماں باپ آڑے آجاتے ہیں، بھائی آڑے آجاتا ہے۔ کتنے نوجوان ہیں جو چہرے پر محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو سجانا چاہتے ہیں مگر گھر والے آڑے آجاتے ہیں، دوست مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں۔ کتنے ہیں جو دین کے لیے خود کو وقف کرنا چاہتے ہیں مگر ماں باپ، رشتہ دار آڑے آجاتے ہیں، ٹھیک ہے ذریعہ معاش بھی ضروری ہے مگر دین کے لیے جدوجہد کرنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ڈانس پارٹی، کنسرٹس، مخلوط محافل میں جائے، شراب اور جوئے کی محافل میں جائے تو کوئی ٹینشن نہیں لیکن اللہ کے دین کے لیے وقت لگائے تو پریشانی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حکومتی سطح پر بھی خیر کے کاموں میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے، مساجد اور مدارس پر پابندیاں لگانا، دین پر چلنے والوں کی زندگی اجیرن کر دینا یہ سب مناع الخیر کے زمرے میں آتا

ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کے ذمہ زکوٰۃ وعشر کی ادائیگی ہے، یہ بھی خیر کا کام ہے اس کو ادا نہ کرنا، صدقات وخیرات میں کنجوسی کرنا، حقوق العباد کو ادا نہ کرنا۔ اللہ نے وسعت دے رکھی ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کی مخلوق پر خرچ نہ کرنا یہ سب مناع الخیر جیسے کام ہیں۔ پھر یہ کہ اللہ کے دین کو دیکھتا ہے کہ وہ پامال ہے، مغلوب ہے مگر اس کے غلبے کے لیے جدوجہد نہیں کرتا، جان ومال خرچ نہیں کرتا، ان سب لوگوں کے لیے یہ سخت وعید ہے کہ ان کو کفار عنید کے گروہ میں شامل کر کے اللہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کو جہنم میں ڈال دو۔ آگے فرمایا:

﴿مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿٢٥﴾﴾ ”حد سے بڑھنے والا اور شکوک وشبہات میں مبتلا رہنے والا ہے۔“

معتد سے مراد ہے حد سے بڑھنے والا، اللہ کی حدود کو پامال کرنے والا، ایک تو کافر ہے جو حدود کو مانتا ہی نہیں۔ وہ تو کہتا ہے میرا جسم میری مرضی۔ it's my life , my choice۔ آج تو یہ گلوبل ایشو بنتا جا رہا ہے۔ ٹرانسجینڈر قوانین بن گئے کہ کوئی مرد کہتا ہے کہ میں عورت جیسا feel کرتا ہوں تو اس کو عورت مان لیا جائے۔ کوئی عورت کہتی ہے کہ میں مرد جیسا feel کر رہی ہوں تو اسے مرد تسلیم کر لیا جائے۔ اب ایک شخص جو اللہ کی حدود کو مانتا ہی نہیں وہ تو پکا کافر ہوا لیکن جو مانتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کی حدود کو پامال کرتا ہے تو وہ بھی کفار عنید میں شامل ہے اور یہ حرکات وخصائل اہل جہنم کی بیان ہو رہی ہیں۔

یہاں بیان کرنے کا مقصد ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں، کیا ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا انکار تو نہیں کرتے؟ دین کے احکام پر عمل کرنے میں اگر کمزوری آڑے آ رہی ہے تو اعتراف کر لو مگر سیدھا انکار کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم اللہ کی ناشکری تو نہیں کرتے؟ کیا ہم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے بھی ہیں یا نہیں؟ اللہ کے احکامات سے سرکشی تو نہیں کرتے؟ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہاتھ تو نہیں رکتا؟ نیکی کرنے میں آگے بڑھ رہے ہیں کہ نہیں؟ خود دین پر عمل کر رہے ہیں کہ نہیں؟ دوسروں کو دین کی دعوت دے رہے ہیں کہ نہیں؟ کہیں نیکی، خیر اور دین کے کاموں میں رکاوٹ تو نہیں بنتے؟ سب پہلے تو ہمیں خود اللہ کی حدود کا پتا ہونا چاہیے، حلال وحرام میں فرق معلوم ہونا چاہیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب کوئی مارکیٹ میں آ کر دوکان کھولتا تھا تو آپ پوچھتے تھے کہ حلال وحرام کے مسئلے سیکھے ہیں کہ نہیں؟ اگر کہتا نہیں تو آپ فرماتے کہ جا کر پہلے مسئلے سیکھ کر آؤ پھر دوکان کھولنا۔ بہرحال حدود معلوم بھی ہونی چاہئیں اور ان پر عمل بھی ہونا چاہیے۔ حدود سے تجاوز جہنم کا باعث ہے۔

زیر مطالعہ آیت میں ایسے اہل جہنم کی دوسری خصلت یہ بیان ہوئی کہ وہ مریب ہیں یعنی دین میں شک کرنے والے اور دوسروں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ خالق کائنات کے بارے میں شک، اللہ کے رسولوں اور کتابوں کے بارے میں شک، دین کے احکام میں شک، اللہ کی حدود میں شک۔ سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کی مثال بیان فرمائی کہ انہیں آخرت کے بارے میں شک تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی ایسی سزا دی کہ حقیقت ان کے سامنے آ گئی۔ بعض کو مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے پر شک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں کئی مقامات پر ایسے لوگوں سے سوال کرتا ہے کہ تمہیں پہلے کس نے پیدا کیا ہے؟ جو پہلے پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی اُٹھا سکتا ہے۔

پچھلی ایک صدی کے اندر دین دشمنوں نے مسلمانوں میں بہت سے شکوک وشبہات پیدا کیے ہیں۔ قرآن کی آیات کے بارے میں، احادیث کے بارے میں۔ آج ہماری امت میں بھی یہ فتنے پھیل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں ایسے لوگوں کے لیے واضح فرما رہے ہیں کہ ان سب کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ آگے فرمایا:

﴿الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٢٦﴾﴾ ”جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ بھی بنا لیا تھا تو جھونک دو اس کو بڑے سخت عذاب میں۔“

سب سے بڑا گناہ شرک ہے لہٰذا سب سے بڑا کافر اور گنہگار مشرک ہوگا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے، ایسے لوگوں کو سب سے بڑھ کر شدید عذاب دیا جائے گا اور ان کا یہ جرم ناقابل معافی ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٢٧﴾﴾ ”اُس کا ساتھی (شیطان) کہے گا: پروردگار! میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا بلکہ یہ خود ہی بہت دور کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔“

یہ قرین وہی شیطان ہے جو انسان کے ساتھ رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے۔ عرض کیا گیا: حضور ﷺ! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ تو حضور ﷺ کی امتیازی شان ہے ورنہ عام انسان کا قرین اس کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔ روز محشر جب پیش کیا جائے گا تو انسان اس قرین پر الزام لگائے گا کہ اس نے مجھے گمراہ کیا تھا لہٰذا اس کو سزا دی جائے۔ وہ کہے گا یارب! میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ وہ تو خود ہی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ سورہ ابراہیم میں ہے کہ شیطان کہے گا: ﴿فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ﴾ (آیت: 22) ”تو اب تم لوگ مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔“

لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

﴿قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾﴾ (ق) ”(اللہ فرمائے گا:) اب میرے سامنے جھگڑا مت کرو جبکہ میں پہلے ہی تمہاری طرف وعید بھیج چکا ہوں۔“

جنات ہوں یا انسان، سب کو اللہ کے دین کی دعوت دی گئی ہے، یہ قرآن جنات کے لیے بھی ہے اور انسانوں کے لیے بھی، رسول اللہ علیہ السلام نے خود جنات تک اللہ کا پیغام پہنچایا اور جنات نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ اب ان میں سے جو بھی سرکشی کرے گا اور حدود کو پامال کرے گا، اللہ کے دین سے، خیر سے لوگوں کو منحرف کرے گا، شکوک وشبہات میں ڈالے گا ان سب کے لیے اللہ کا فیصلہ محفوظ ہے اور اس فیصلے کے مطابق ان سب کو سزا مل کر رہے گی۔ آگے ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾﴾ (ق) ”میرے حضور میں بات تبدیل نہیں کی جا سکتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔“

اللہ کے فیصلے اٹل ہیں، وہ بدلا نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو خوامخواہ کسی سے دشمنی ہے، نہ ہی وہ کسی پر ظلم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ظلم یہ لوگ خود اپنے آپ پر کرتے ہیں جو کفار ومشرکین ہیں یا کفار عنید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل ہونے سے بچائے اور اللہ کا نیک بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

فرد کی شخصیت کے دو رُخ یعنی فکر و عمل

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے 1988ء کے ایک خطاب ''اسلامی نظام کی نظریاتی اساس: ایمان'' کی تلخیص ندائے خلافت میں پانچ اقساط میں شائع کی گئی تھی۔ جس میں سے انتخاب کر کے ''فرد کی شخصیت کے دو رُخ یعنی فکر و عمل'' کے عنوان سے مضمون شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سال مملکت خداداد پاکستان میں انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ میڈیا پر جمہوریت کے علمبردار زور و شور سے تبصرے کر رہے ہیں کہ ملک کے حالات اسی ایک راستے سے سنور سکتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اور امیدوار بھی عوام کو جمہوریت کے ثمرات گنوا رہے ہیں۔ لیکن بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بارہا اپنے بیانات و تقاریر میں تفصیل کے ساتھ بذریعہ دلائل واضح کیا ہے کہ انتخابات کے ذریعے اس ملک میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔ حقیقی تبدیلی کے لیے لوگوں کے فکر و عمل کو تبدیل کرنا ہوگا۔ یہاں ڈاکٹر صاحب کے پیش کردہ حل کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔)

انتخاب: سجاد سرور معاون، شعبہ تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی

فرد کی شخصیت کے دو رُخ ہیں' یعنی اس کا فکر اور عمل۔ ایک متوازن شخصیت میں یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں' ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فکر صحیح ہو تو عمل صحیح ہوگا اور فکر میں کجی ہو تو اس کا لازمی نتیجہ عمل میں کجی کی صورت میں نکلے گا۔ فکر محدود ہو تو عمل بھی محدود ہوگا' اور فکر میں وسعت کی صورت میں انسان کے اخلاق' معاملات' رویے اور عمل میں بھی وسعت موجود ہوگی۔ فکر و عمل کی عدم مطابقت ایک صحت مند شخصیت میں نہیں ہو سکتی' البتہ مریض شخصیات کا معاملہ جدا ہے۔ اُن کے ہاں ہو سکتا ہے کہ فکر اور عمل کے دھارے مخالف سمت چلتے ہوں۔ البتہ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مَیں لفظ ''فکر'' استعمال کر رہا ہوں ''قول'' نہیں۔ ایک نارمل انسان میں فکر و عمل کا تضاد نہیں ہوتا۔ قول و فعل کا تضاد اور شے ہے' اور ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے قول اور عمل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو سخت غصہ دلانے والی شے ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف) ''اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے ہاں یہ بات سخت بیزاری کی ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔''

قول و عمل کا تضاد اس لیے ہوتا ہے کہ انسان جو کچھ کہہ رہا ہوتا ہے اس پر اس کو ذاتی یقین حاصل نہیں ہوتا۔ وہ جس بات کا دعویٰ اور اعلان کرتا ہے' اُس پر عمل اس لیے نہیں کرتا کہ اس کی حقیقی سوچ وہ نہیں ہوتی۔ قول و عمل کے تضاد کی سب سے بڑی مثال ہم مسلمانوں کا طرزِ عمل ہے۔ ہماری عظیم اکثریت اس وقت جن چیزوں کو ماننے کی مدعی ہے' وہ اکثر و بیشتر لوگوں کے ہاں صرف ایک عقیدہ کی حد تک ہیں اور بندھی پوٹلی کی صورت میں دماغ کے کسی گوشے میں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ عقیدہ ان کے فکر میں پیوست شدہ اور ان کی سوچ میں سرایت کیے ہوئے نہیں ہے۔ جب تک یقین کی گہرائی پیدا نہیں ہوگی اسلامی تحریک نہیں چل سکتی اس کے بغیر ایک سیاسی تحریک تو برپا ہو سکتی ہے اور اس میں ایک گہرا مذہبی رنگ اور نمایاں جوش و ولولہ بھی ہو سکتا ہے' اس میں لوگ قربانیاں بھی دے سکتے ہیں اور تن من دھن بھی لگا سکتے ہیں جیسا کہ ماضی قریب میں مسلمانانِ پاکستان نے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی تحریک میں جانیں دی ہیں' لیکن ایک اسلامی تحریک جو اسلامی نظام قائم کر سکے' اس کی بنیادیں اگر ایمان پر نہ اٹھائی گئی ہوں اور اس کی فکری اساس پختہ' محکم اور مستحکم نہ ہوں تو وہ کبھی اسلامی نظام کے قیام اور حقیقی اسلامی انقلاب کے برپا ہونے پر منتج نہیں ہو سکتی بلکہ لازماً کہیں درمیان میں رہ جائے گی۔ یا تو اس کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ جائے گا یا وہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ موڑ لے گی یا ماحول کے ساتھ مصالحت کر لے گی' یا تحریک کے وابستگان کی ہمت جواب دے جائے گی اور وہ اپنی کم ہمتی کے لیے طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔

یہ یقین گویا اس نظامِ حیات کی فکری اساس ہے' جس کو ہم قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جب تک یہ حقیقت ہمارے رگ و پے میں سرایت نہ کر جائے' جب تک یہ ایک زندہ یقین کی صورت اختیار نہ کر لے' تب تک وہ قوت پیدا ہو ہی نہیں سکتی جو اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے لازمی ہے اور نہ کبھی انقلاب آ سکے گا۔ البتہ یہ بات بھی ذہن میں ضرور رکھیے' ورنہ مغالطہ ہو جائے گا' کہ یقین کی یہ گہرائی اور گیرائی تمام کے تمام لوگوں میں نہ تو پہلے کبھی ہوئی ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔ تمام انسانوں میں یہ یقین تو صرف قیامت کے دن ہی پیدا ہوگا' جب سب حقائق آنکھوں کے سامنے آ جائیں گے۔ لیکن اسلامی نظام کے بالفعل نفاذ کے لیے ضروری ہوگا کہ کسی معاشرے میں ایک مؤثر اقلیت اس یقین سے سرشار ہو جائے اور اپنے یقین کی گہرائی کی بنا پر اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی اور ایثار کے لیے تیار ہو جائے۔ (واضح رہے کہ میں ''اکثریت'' کا لفظ استعمال نہیں کر رہا' اس لیے کہ میرا دعویٰ ہے کہ اکثریت کی کیفیت کبھی یہ نہیں ہو سکتی۔) جب تک اس قسم کی مؤثر اقلیت پیدا نہ ہو جائے جو ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الانعام) ''بے شک میری نماز' میری عبادت' میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ربّ العالمین ہی کے لیے ہے'' کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بنا لے اور جب تک یہ فکری اساس ان کے دلوں میں پختہ نہ ہو جائے عملی طور پر اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ اسلامی تحریک کی جدّوجہد نتیجہ خیز اور کامیاب ہو جائے۔ ہم تمنا تو کرتے رہیں گے کہ اسلام آ جائے' اسلام کا نظامِ حیات قائم ہو جائے' لیکن تمنا سے اسلام نہیں آئے گا۔ ہم مقالے پڑھتے رہیں گے' تقریریں کرتے رہیں گے کہ یہ اسلام ہے اور یہ اسلام نہیں ہے' لیکن اس سے بالفعل اسلامی نظام کی عمارت کی تعمیر ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔

یقین قلبی کا ذریعہ: قرآن مجید

مَیں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تفصیلات میں تو کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے' لیکن کم از کم اس کی واضح اور

کھلی کھلی باتیں تو ہر مسلمان مانتا ہے‘ البتہ اصل کی یقین کی ہے جب کہ یقین قلبی بہت ضروری ہے۔ بقولِ اقبال ؎

یقیں پیدا کر اے ناداں‘ یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!

لیکن اب سوال یہ ہے کہ وہ یقین کیسے پیدا ہو؟ یہ یقین کہاں سے آئے؟ اس کے لیے میں پھر عرض کروں گا کہ اس کا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ قرآن حکیم میں حضور ﷺ سے خطاب ہوا ﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (الشوریٰ) ”اور (اے نبی ﷺ!) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے ایک روح (یعنی قرآن) اپنے امر میں سے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے‘ لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایسا نور بنایا ہے جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ اور بے شک (اے محمد ﷺ!) آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔“

حضورِ اقدس ﷺ جو یقین مجسم بنے اور پھر آپؐ سے یہ یقین معاشرے کے اندر متعدی ہوا اور لوگوں میں پھیلا‘ قرآن مجید اس کا بھی یہی synthesis کرتا ہے۔ سورۃ الضحیٰ آیت: 7 میں فرمایا ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ ”اور اس نے آپؐ کو تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پایا تو ہدایت دی۔“ یعنی آپؐ تفکر و اعتبار (غور وفکر) کے مراحل طے کرتے ہوئے جب ایسے مرحلے تک جا پہنچے گویا حقیقت کے دروازے پر دستک دی‘ تو آپؐ پر دروازے وا کر دیے گئے۔ پھر اس کے بعد اس میں یقین کا رنگ وحی کے ذریعے سے پیدا ہوا۔ آج ہمارے دلوں میں اگر ایمان کی شمع روشن ہو سکتی ہے تو اسی نورِ وحی یعنی آیاتِ قرآنی سے ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی ہمارے اندر ایمان کی جوت جگا سکتی ہے۔ اللہ کی معرفت یوں تو ہمارے دلوں میں موجود ہے‘ لیکن وہ خوابیدہ (dormant) ہے۔ اسے بیدار کرنے کے لیے آیاتِ قرآنیہ نازل ہوئی ہیں اور یہ قرآن مجید ہی کے ذریعے متحرک (activate) ہو سکتی ہے ؎

ایسے کچھ تار بھی ہیں سازِ حقیقت میں نہاں
چھو سکے گا نہ جنہیں زخمۂ مضرابِ حواس

انسان کی فکر کی سطح پر ایمان کو (activate) کرنے کے لیے تو آیاتِ آفاقیہ موجود ہیں۔ چنانچہ فرمایا:
﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ﴾ (حٰمٓ السجدۃ:53) ”ہم عنقریب اُن کو اطرافِ عالم میں اور خود اُن کی ذات میں بھی نشانیاں دکھائیں گے‘ یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔“ لیکن اُس کے اندر کے تاروں کو چھیڑنے کے لیے آیاتِ قرآنیہ کا نزول ہوا ہے۔ ارشاد ہوا: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ﴾ (البقرۃ: 257) ”جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کا دوست اللہ ہے جو ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔“

وہ لوگ جو ذہنی صلاحیتیں رکھتے ہوں اور جنہوں نے غور وفکر کے مراحل طے کیے ہوں‘ ان کے اندر قرآن مجید کی آیات ہی کے ذریعے سے یہ ایمان اُبھرے گا اور اسی کے ذریعے فکر کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔ آپ غالب کا ایک شعر سنتے ہیں تو جھوم جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس شعر نے آپ کے وجود کے اندر کے تاروں میں سے کسی تار کو چھیڑ دیا ہے۔ آپ کا اپنا کوئی احساس تھا جو اس شعر کے ذریعے متحرک ہوا اور آپ جھوم گئے۔ ایمان ویقین حواس کے مشاہدے اور خارجی تجربہ سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ یقین قلبی آیاتِ قرآنیہ سے پیدا ہوگا۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس کرتے ہیں گویا یہ قرآن میں لکھا ہوا نہیں بلکہ ان کے اپنے دل پر نقش ہے۔ کلام اللہ اور اُن کے دل کے درمیان اتنی ہم آہنگی اور توافق ہوتا ہے کہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو میری فطرت کی پکار ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْهُمْ!

آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے تزکیہ اگرچہ دقت طلب کام ہے‘ لیکن یہ انتہائی ناگزیر ہے۔ ایمان کی تعمیر نو (reconstruction of faith) کے لیے یہ محنت بہر حال کرنی پڑے گی۔ ضروری ہے کہ پہلے سماج کے ایک طبقے اور گروہ کے اندر یہ ایمان پیدا ہو‘ پھر اس طبقے سے متعدی ہو کر کچھ اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرے‘ اور یہ یقین اس درجے تک ہو کہ وہ غلبۂ دینِ حق کے لیے اپنا تن من دھن لگا دینے کے لیے تیار ہو جائیں‘ اُن میں وہ قوت پیدا ہو جائے کہ اللہ کی رضا اور اُخروی فلاح کے لیے اپنی ہر شے قربان کر سکتے ہوں۔ تب صحیح طور پر اسلامی تحریک کے لیے افراد کی تیاری کی پہلی شرط پوری ہوگی۔ ایسے ہی افراد انقلاب کے مراحل سے گزرتے ہوئے وہ انقلاب لائیں گے جس سے اسلام کا نظامِ حیات بالفعل قائم ہو جائے گا۔ اگر ہم محض موروثی عقیدے‘ جو ہمیں وراثتاً منتقل ہوتا ہوا چلا آ رہا ہے‘ مگر لوگوں کی سوچ اور ان کے نظامِ اقدار کے اندر سرایت کیے ہوئے نہیں ہے‘ کی بنیاد پر کوئی جذباتی تحریک اٹھا کر یا کچھ وقتی ہنگامے کھڑے کر کے‘ مطالبات کا ایک طومار سامنے لا کر‘ سیاسی تحریکیں چلاتے رہے تو اس سے کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ کرنے کا اصل کام یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اُس زندہ ایمان سے نوازے جسے میں نے ”روشن یقین“ (buming faith) سے تعبیر کیا ہے۔ (آمین!)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنے برسرروزگار انجینئر بیٹے، عمر 35 سال، عقدِ ثانی کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (پہلی بیوی سے بوجوہ علیحدگی)
برائے رابطہ: 0328-8533449

☆ لاہور میں مقیم کشمیری بٹ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 33 سال، تعلیم B.Com، برسرروزگار (بحرین میں سٹور کیپر)، کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-4037022
0321-9788051

☆ لاہور میں مقیم خان فیملی کو اپنے طلاق یافتہ بیٹے، عمر 34 سال، برسرروزگار (کاروبار) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0303-3333438

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہٰذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

قرآن مجید نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے جو پیشین گوئی کی تھی وہ یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ کی شکل میں اب کھل کر سامنے آچکی ہے: خورشید انجم

شیخ صالح العروری کی لبنان میں شہادت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جنگ فلسطین سے نکل کر اب آس پاس کے ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے: رضاء الحق

غزہ پر ظلم اور اسرائیل بھارت گٹھ جوڑ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: اسرائیل نے ڈرون حملے کے ذریعے حماس کے نائب سربراہ کو شہید کر دیا ہے اور یہ بڑا افسوس ناک واقعہ کہ حماس کے اتنے ٹاپ لیول کے سربراہ کی شہادت ہوئی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس شہادت کی وجہ سے حماس اور اسرائیل کے درمیان یہ جنگ مزید پھیلے گی؟

رضاء الحق: غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور درندگی تین ماہ سے جاری ہے جس کی وجہ سے اب تک 25 ہزار سے زائد شہادتیں ہو چکی ہیں۔ انٹرنیشنل میڈیا رپورٹس کے مطابق ان میں ساڑھے نو ہزار بچے اور ساڑھے چھ ہزار خواتین بھی شامل ہیں۔ ملبے کے نیچے ہزاروں افراد دبے ہوئے ہیں۔ 60 ہزار سے زیادہ زخمی ہیں۔ یہ وہ رپورٹس ہیں جو آزاد ذرائع سے آرہی ہیں جبکہ باقاعدہ رپورٹنگ کی وہاں صحافیوں کو اجازت نہیں ہے بلکہ اسرائیل صحافیوں کو بھی قتل کر رہا ہے، بین الاقوامی قوانین کی وہاں کھل کر خلاف ورزیاں کی جارہی ہیں۔ مغربی کنارہ میں بھی اسرائیل فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ جنوبی افریقہ نے اسرائیل کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں کیس بھی دائر کیا ہے۔ حماس کے سیاسی ونگ کے نائب صدر شیخ صالح العروری کو لبنان میں ان کے دفتر پر ڈرون حملہ کرکے شہید کیا گیا۔ اس سے قبل بھی حماس کی اعلیٰ قیادت شیخ احمد یاسین کو اسرائیل ٹارگٹ کرکے شہید کر چکا ہے۔ شیخ صالح العروری کی لبنان میں شہادت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جنگ فلسطین سے نکل کر اب آس پاس کے علاقوں میں بھی پھیل رہی ہے اور سب سے پہلے لبنان اس کی لپیٹ میں آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ جنگ کے پھیلنے سے یقیناً آس پاس کے مسلمان ممالک بھی متاثر ہوں گے۔ اس کے نتیجہ میں ان ممالک کو بھی اپنی پالیسی بدلنی پڑے گی اور دنیا بھر میں جو سٹیک ہولڈرز ہیں ان کو بھی غور کرنا پڑے گا۔

سوال: لبنان میں اس ٹارگٹ killing پر حزب اللہ نے بڑا شدید ردعمل دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اس کا بدلہ لیں گے۔ کیا حزب اللہ اور ایران اس جنگ میں involve ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں؟

خورشید انجم: حزب اللہ بنیادی طور پر ایران کے ہی زیر اثر ہے۔ اب چونکہ یہ جنگ غزہ تک محدود نہیں رہی اور لبنان بھی اس کی لپیٹ میں آرہا ہے اور لبنان میں حزب اللہ ایک عسکری قوت ہے جو کہ بظاہر حماس کی حمایت کر رہی ہے اور اسرائیل کے خلاف جوابی کارروائیاں بھی کر رہی ہے۔ اب تک 60 راکٹ انہوں نے اسرائیل پر فائر کیے ہیں اور ان کے بھی تین لیڈرز اس جنگ میں شہید ہو چکے ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حزب اللہ بھی اس جنگ میں داخل ہو چکی ہے۔ ایران یہ چاہتا ہے کہ وہ براہ راست اس جنگ میں ملوث نہ ہو۔ لیکن جیسا کہ اسرائیل شام پر بھی بمباری کر رہا ہے اور لبنان میں جنگ چھیڑ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ایران کو اس جنگ میں ملوث کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ایران کب تک صبر کرے گا یہ کہنا مشکل ہے۔ دوسری طرف یہ کوشش بھی کی جارہی ہے کہ ایران اور سعودی عرب کو دوبارہ ایک دوسرے کے خلاف کیا جائے۔ یعنی divide and rule کی policy کے تحت اسرائیل آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ امریکی نائب وزیر خارجہ بھی بار بار اس خطے کا دورہ کر رہے ہیں۔ 1990ء میں عراق کو کویت کے خلاف بھی ایسی ہی دوغلی سفارت کاری کے ذریعے اکسایا گیا تھا پھر جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تو عراق پر 42 ممالک چڑھ دوڑے۔ اب بھی کچھ ایسے ہی حالات پیدا کیے جارہے ہیں کیونکہ جنگ بعض طاقتوں کے مفاد میں ہے، ان کی اسلحہ ساز فیکٹریاں ہیں، پھر روس اور چائنا جس طرح طاقتور ہوتے جارہے ہیں ان کو الجھانے کے لیے فضا بنائی جارہی ہے کیونکہ جب ایران اس جنگ میں ملوث ہوگا تو اس کے ساتھ چائنا اور روس بھی ہوں گے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر یورپ بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ایک عالمی جنگ شروع ہو جائے گی۔

سوال: غزہ پر جنگ مسلط کیے تین ماہ سے زائد عرصہ ہو چکا ہے، 25 ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں، 60 ہزار سے زائد زخمی ہیں لیکن نیتن یاہو کا جنگی جنون ختم نہیں ہو رہا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ ہم حماس کے خاتمے تک جنگ جاری رکھیں گے۔ اب تو موساد کے سربراہ نے کہا ہے کہ حماس کے رہنما جس مسلم ملک میں بھی ہوئے ہم وہاں بھی ان کو ٹارگٹ کریں گے۔ دوسری طرف امریکی وزیر خارجہ ان تین ماہ میں چوتھی مرتبہ مڈل ایسٹ کا دورہ کر چکے ہیں، بظاہر تو ان کا موقف یہ ہے کہ جنگ خطے سے باہر نہ جائے۔ کیا واقعی امریکہ یہ چاہتا ہے کہ جنگ پھیلے نہ بلکہ ختم ہو جائے؟

رضاء الحق: دیکھیے اسرائیل کی پالیسی اس کے قیام سے بھی بہت پہلے واضح تھی۔ پہلی جنگ عظیم سے لے کر اسرائیل کے قیام تک آپ دیکھ لیں کہ کس طرح انہوں نے دہشت گردی کے ذریعے فلسطین پر قبضہ کیا اور آس پاس کے مسلم ممالک کو غیر مستحکم کیا، ٹارگٹ killing بھی جاری رکھی۔ 1972ء میں olympics میں جو اسرائیلی کھلاڑی جرمنی گئے ہوئے تھے ان کو چند فلسطینیوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ اس کو بہانہ بنا کر اسرائیل نے اپنا ایک ڈیتھ سکواڈ بنایا جس کا کام ہی یہ تھا کہ پوری دنیا میں فلسطینی کاز کے لیے کام کرنے والے مسلمان رہنماؤں کو چن چن کر قتل کیا جائے۔ اس بات کا ذکر خود موساد کے چیف ڈیوڈ بارنیا نے کیا ہے۔ اسی طرح اسرائیل نے ایران کے ایٹمی سائنسدانوں کی ٹارگٹ کلنگ کی۔ ایرانی جنرل قاسم سلیمانی کے قتل کی برسی کے موقع پر بم دھماکہ کر کے سو سے زیادہ افراد کو لقمہ اجل بنایا گیا۔ اگرچہ اس کی ذمہ داری داعش نے قبول کی لیکن سب جانتے ہیں کہ اس کے پیچھے سی آئی اے اور موساد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ داعش نے آج تک اسرائیل کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا۔ پیرس میں فلسطینیوں کے حق میں آواز اٹھانے والے فلسطینی صحافیوں اور سیاستدانوں کو موساد نے ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے شہید کیا۔ یہ سب اسرائیل کی دہشت گردی کے واضح ثبوت ہیں مگر اسرائیل کو کٹہرے میں کون لائے گا۔ غزہ جنگ کے بعد امریکی وزیر خارجہ چوتھی مرتبہ دورے پر آیا ہے۔ اپنے پہلے دورے میں اس نے کہا تھا کہ میں ایک یہودی کی حیثیت سے آیا ہوں۔ لیکن اب وہ امریکی وزیر خارجہ کی حیثیت سے آئے ہیں کیونکہ امریکہ کو اندازہ ہو گیا ہے کہ اگر جنگ پھیلی تو یورپ بھی متاثر ہوگا اور تجارتی راستے بھی بند ہوں گے۔ اسی لیے یورپی یونین کے سیاسی شعبے کے سربراہ جوزف بورل نے بھی دورہ کیا ہے۔ حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے واضح طور پر کہا ہے کہ انٹونی بلنکن کو چاہیے کہ وہ جس سے بھی ملے، سب سے پہلے اسرائیلی جارحیت اور فلسطینیوں کی نسل کشی بند کروانے کی بات کرے اور اس کے بعد دوسری چیزوں کی طرف آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسرائیل اپنے طرز عمل سے باز نہ آیا تو اس خطے میں اس کا براہ راست تصادم ایران کے ساتھ ہوگا کیونکہ متحدہ عرب امارات تو حماس کی کھل کر مخالفت کر رہا ہے، سعودی عرب ابھی تصادم کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ جب ایران کے ساتھ اسرائیل کا تصادم ہوگا تو چین اور روس بھی ملوث ہوں گے۔ تب یورپ بھی خطرے میں ہوگا اور امریکی مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اس لیے شاید انٹونی بلنکن کو شاید سمجھانے بجھانے کے لیے بھیجا گیا ہے کہ اس جنگ کو محدود کریں۔ لیکن یہ محدود نہیں ہوگی جب تک کہ جنگ بندی نہیں ہوتی۔

سوال: امریکی وزیر خارجہ کے دورے کے دو مقاصد واضح طور پر بتائے گئے ہیں۔ (1) جنگ مزید علاقوں میں نہ پھیلے۔ (2) جنگ کے بعد غزہ بغیر حماس کے کیسا ہوگا، اس پر پلاننگ۔ اس پلاننگ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: مصر کے صدر سیسی نے بھی اس حوالے سے کہا ہے کہ غزہ کی جنگ کا حل نکل سکتا ہے اگر غزہ ڈی ملٹرائز ہو جائے۔ اس حوالے سے جنرل سیسی نے محمود عباس کو مصر بلا کر ان سے ملاقات بھی کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ غزہ میں بھی فلسطینی اتھارٹی کی طرح بے جان قسم کی اتھارٹی قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ اسرائیل کا اصرار ہے کہ غزہ سے مسلمانوں کو نکال کر کہیں دوسرے ملک میں آباد کیا جائے۔ اب یہ عرب ممالک پر منحصر ہے کہ وہ کیا موقف اختیار کرتے ہیں۔

> 1972ء میں اسرائیل نے ایک ڈیتھ سکواڈ بنایا جس نے پوری دنیا میں چُن چُن کر فلسطین کاز کے لیے کام کرنے والے مسلمان رہنماؤں کو شہید کیا۔

سوال: انٹرنیشنل میڈیا کی تازہ ترین رپورٹس کے مطابق اس جنگ میں بھارتی فوج اور اس کے افسران باقاعدہ طور پر ملوث ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کا اتحاد تو چل ہی رہا اب ہنود بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ آپ کی نظر میں یہ اتحاد ثلاثہ کیا رنگ لائے گا؟

خورشید انجم: بنیادی بات تو یہ ہے کہ پورا عالم کفر مسلمانوں کے خلاف الکفر ملة واحدة کے مصداق ایک ہو چکا ہے۔ چاہے آپس میں ان کے اختلافات بھی ہوں لیکن مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے یہ ایک ہیں۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ یہود و ہنود کا اتحاد فطری بھی ہے۔ بن گوریان نے واضح کہا تھا کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے۔ اسی طرح ہندوؤں میں پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف جو نفرت ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ اندرا گاندھی نے باقاعدہ ایک مشن سپین بھیجا تھا تاکہ تحقیق کرے کہ کس طرح سے وہاں سے مسلمانوں کا صفایا کیا گیا تھا۔ آج بھارت میں مسلمانوں کو اسی طرح ختم کیا جا رہا ہے۔ اٹل بہاری واجپائی کے دور حکومت میں اسرائیلی وزیر اعظم موشے دایان نے بھارت کا دورہ کیا۔ اگرچہ یہ دورہ خفیہ تھا لیکن ایک شخص نے ان کو پہچان لیا اور ان سے آٹوگراف لیا تو اس طرح بات کھل گئی۔ موجودہ مودی حکومت تو کھل کر اسرائیل کا ساتھ دے رہی ہے۔ ان کی سیاسی پارٹی BJP، آر ایس ایس کا سیاسی ونگ ہے جس کی بنیاد گولوالکر نے 1925ء میں رکھی تھی۔ وہ ہٹلر سے بہت متاثر تھا۔ ہٹلر جس طرح یہودیوں کی نسل کشی کر رہا تھا اسی طرح گولوالکر مسلمانوں کی نسل کشی چاہتا تھا۔ اس ایجنڈے کو مودی لے کر چل رہا ہے۔ کشمیر میں مسلمانوں کی نسل کشی کے ساتھ ساتھ وہاں ہندوؤں کو بھی بسایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود کا ایجنڈا ایک ہی ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں ہمارے ایٹمی پلانٹ کے خلاف بھارت سے ایک کوشش کی گئی تو اس میں اسرائیل کے لوگ بھی شامل تھے۔ آر ایس ایس کی بنیاد مہاراشٹر میں پڑی تھی اور اسی علاقے سے مرہٹوں نے اٹھ کر اورنگ زیب کے خلاف بغاوت کی تھی اور پھر شاہ احمد ابدالی کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی۔ وہی مسلم دشمنی اور وہی شدت آج آر ایس ایس کے سیاسی ونگ BJP میں موجود ہے۔

سوال: یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ کافی تعداد میں انڈین شہری اسرائیل کا رُخ کر رہے ہیں اور اسرائیلی کمپنیاں ان کو ہاتھوں ہاتھ لے رہی ہیں۔ دوسری طرف بڑی تعداد میں بھارتی این جی اوز فلسطین کے جنگ زدہ علاقوں ری ہیبلی ٹیشن کے نام پر موجود ہیں۔ آپ یہ بتائیے کہ یہود و ہنود کا یہ حالیہ معاشی گٹھ جوڑ کیا رنگ لانے والا ہے؟

رضاء الحق: دیکھیں قرآن پاک میں اس کے حوالے سے ہمارے پاس قطعی دلیل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ: 82) ”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

یہود و ہنود کا یہ وہ گٹھ جوڑ ہے جو کہ آج ہم اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ اگر آپ ان احادیث کا بھی مطالعہ کریں جو آخری زمانے کے متعلق ہیں تو مستقبل کا

نقشہ مزید واضح ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور یوروشلم میں دجال کے خلاف آخری معرکہ لڑا جا رہا ہوگا تو ہمارے خطے سے لشکر جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف لڑے گا۔ ایک دوسری روایت میں غزوہ ہند کا بھی ذکر ہے۔ ظاہر ہے یہ ہندوؤں کے خلاف ہوگا۔

آج دیکھیے اسرائیل فلسطین میں مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے اور بھارت کشمیر میں اسی طرح کی نسل کشی کر رہا ہے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے جب انڈیا میں جی 20 کانفرنس ہوئی تھی تو وہاں امریکی صدر بھی موجود تھے اور مودی کے ساتھ مل کر انہوں نے سی پیک کے مقابلے میں انڈیا مڈل ایسٹ اکانومک کوریڈور کی بنیاد رکھی۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور ایک نقشہ دکھایا جس میں فلسطین کہیں موجود نہیں تھا لیکن انڈیا مڈل ایسٹ اکانومک کوریڈور موجود تھا جو انڈیا سے شروع ہو کر مڈل ایسٹ سے ہوتا ہوا اسرائیل کی بندرگاہ تک جاتا ہے اور وہاں سے پھر یونان اور باقی یورپی ممالک میں داخل ہوتا ہے۔ اسرائیلی ذرائع کے مطابق حالیہ جنگ کی وجہ سے ایک لاکھ کے قریب اسرائیلی اسرائیل سے نکل کر دوسرے ممالک میں جا چکے ہیں۔ اب اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اسرائیلی کمپنیوں میں انڈین کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔ ان کو free ویزے بھی دیے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف انڈیا کی بعض یونیورسٹیز اور کالجز میں جن طلبہ نے غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف احتجاج کیا تھا ان کو گرفتار کیا گیا اور ان تعلیمی اداروں سے ان کا اخراج بھی کر دیا گیا۔ انڈیا کا میڈیا بھی اسرائیل کا بھرپور ساتھ دے رہا ہے۔ ایک مشہور انڈین اینکر پالکی شرما باقاعدہ اسرائیل جا کر لائیو کوریج کرتی رہی ہیں کہ یہ دیکھو حماس کے دہشت گرد حملے کر رہے ہیں اور اسرائیل کی فوج غزہ میں دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کر رہی ہے۔ انڈیا کی یہ سرکاری پالیسی ہے کہ انڈیا مڈل ایسٹ اکانومک کوریڈور کو سی پیک کے مقابلے میں لایا جائے لیکن موجودہ حالات میں یہ کامیاب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔

سوال: اگر خدانخواستہ یہ جنگ پھیلتی ہے تو ممکن ہے عرب ممالک کے بعد پاکستان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے۔ اس ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لیے آپ حکومت پاکستان کو کیا اقدامات تجویز کریں گے؟

خورشید انجم: بنی اسرائیل نے انبیاء کو شہید کیا، ان کو سزا ملی بخت نصر نے پہلے یروشلم پر حملہ کیا اور ان کا قتل عام کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انہوں نے انکار بھی کیا اور اپنے بس پڑتے ان کو بھی سولی پر چڑھا دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (النساء:157) ”حالانکہ نہ تو انہوں نے اُسے قتل کیا اور نہ ہی اُسے سولی دی' بلکہ اس کی شبیہ بنا دی گئی ان کے لیے۔“

> **حالیہ جنگ کی وجہ سے ایک لاکھ کے قریب یہودی اسرائیل سے نکل کر دوسرے ممالک میں جا چکے ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اسرائیلی کمپنیوں میں انڈین کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور ان کو free ویزے بھی دیے جا رہے ہیں۔**

اس کے بعد رومی جنرل ٹائٹس نے ان پر حملہ کیا اور سیکنڈ ٹمپل بھی تباہ کر دیا اور اس کے بعد ان کا Diaspora کا دور شروع ہوا۔ پھر انہوں نے اللہ کے آخری نبی ﷺ کا بھی انکار کیا اور ان سے خیر امت کا اعزاز اللہ نے چھین لیا لیکن ان کو مکمل تباہ نہیں کیا، جیسا کہ ان سے پہلی نافرمان قوموں کو نیست و نابود کیا گیا تھا۔ وہ تباہی ابھی ان کی آنی ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا﴾ (بنی اسرائیل) ”پھر جب آئے گا پچھلے وعدے کا وقت تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔“

اب وہ وقت آ رہا ہے۔ پوری دنیا سے یہودی اسرائیل میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام لد پر قتل کریں گے۔ اس جگہ اب اسرائیل کا ایئر ہیڈ کوارٹر ہے۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اسرائیل یہود کا great graveyard بنے گا۔ جو جنگ شروع ہو چکی ہے اگر عرب ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ پھر یہ کوئی چھوٹی موٹی جنگ نہیں ہوگی۔ اس جنگ کو بائبل میں آرمیگاڈان کہا گیا ہے جبکہ احادیث میں اس کا ذکر الملحمة الکبریٰ اور الملحمة العظمیٰ کے نام سے آیا ہے۔

سوال: لیکن ابھی تمام یہودی اسرائیل میں اکٹھے نہیں ہوئے اور جو ہیں ان میں سے بھی ایک لاکھ سے زائد حالیہ صورت حال میں اسرائیل چھوڑ چکے ہیں۔ اس لحاظ سے وعدے کے وقت میں التواء نہیں محسوس ہو رہا؟

خورشید انجم: یہود کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ تو ہے۔ وہ اس پر کام کر رہے ہیں۔ جب گریٹر اسرائیل کا منصوبہ پایہ تکمیل کے قریب پہنچے گا تو پورا عالم کفر ان کی پشت پر ہوگا۔ ابھی تو پھر بھی ان کے خلاف آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔ جیسے ساؤتھ افریقہ نے عالمی عدالت میں کیس دائر کر دیا ہے۔ لاطینی امریکہ کے تین ممالک نے اپنے سفرا کو واپس بلا لیا ہے۔ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہی سہی لیکن انہوں نے مسلم حکمرانوں سے زیادہ غیرت اور حمیت کا مظاہرہ کیا ہے لیکن ہمارے حکمران مسلمان ہو کر بزدل اور بے حمیت ہو چکے ہیں۔ البتہ جب بڑی جنگ کا وقت قریب آئے گا تو پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آئے گی اور کوئی بھی ملک محفوظ نہیں رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ممالک کی یہ کوشش ہے کہ جنگ نہ پھیلے۔ جب دجال آئے گا تو اس کے خلاف جنگ میں ہمارے خطے سے بھی لشکر جائیں گے اور یروشلم میں جا کر اپنے جھنڈے گاڑیں گے لیکن یہ اس وقت ہوگا جب یہاں اسلام نافذ ہو۔ اس کے لیے ہمیں قومی اور حکومتی سطح پر وہن کی بیماری کو دور کرنا ہوگا اور جذبہ ایمانی کو اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ کسی کے گڑھے کی مچھلی بننے کی بجائے ہمیں خود مختاری اور خود انحصاری کی طرف آنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے غلام تھے تو اب امریکہ یا چائنا اور روس کے کٹھ پتلی بن جائیں بلکہ اپنی آزادی اور خودمختاری کو یقینی بناتے ہوئے پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہوگا۔ خاص طور پر مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اپنی قوم کو بیدار کرنا ہوگا۔ اپنی تحریر و تقریر، خطبات جمعہ میں مسجد اقصیٰ کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہوگا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین مساجد ایسی ہیں کہ انسان قصد کر کے وہاں جائے تو اس کو کئی گنا ثواب ملے گا، ان میں مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ شامل ہیں۔ لہٰذا مسجد اقصیٰ کی جنگ صرف فلسطین کی جنگ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس کے دفاع کے لیے جو ہو سکے وہ کریں۔ کم از کم مظاہرے، سیمینار اور مختلف پروگرامز کے ذریعے اس مسئلے کو زندہ رکھیں۔ معاشی طور پر یہودی کمپنیوں کا بائیکاٹ تو ہم سب کر سکتے ہیں۔ حماس اپنی جگہ پر عزم ہے ہمیں بھی پر عزم ہونا چاہیے۔

❀❀❀

پامردیٔ مومن

عامرہ احسان
amim.pk@gmail.com

7 اکتوبر سے سال کے خاتمے تک دنیا بھر میں غزہ کے حق میں 7 ہزار مظاہرے 3 ماہ کے عرصے میں ہوئے۔ نیا سال اس طرح طلوع ہوا کہ ناچ گانا بجا شراب کے خم لنڈھا کر یہ دن منانے والی قومیں غزہ کے غم میں ڈوبی، اپنے حکمرانوں سے یکسر جدا، جنگ بندی کے نعرے لگاتی رہیں۔ نیوزی لینڈ میں لوگ لاشوں کی صورت اختیار کیے لہو رنگ کپڑا اوڑھے لیٹے ہیں، لکھ رکھا ہے غزہ کو جینے دو۔ 2024ء کی پہلی پکار یہ تھی کہ فلسطین کی آزادی تک دنیا میں کوئی خوشی نہیں منائی جاسکتی! Celebration...... جس کے لوگ مواقع تلاش کر کے ہمارے ہاں بھی کمربستہ رہتے ہیں، حرفِ ممنوعہ قرار دے دیا! بیروت (لبنان) سے بوسٹن (امریکا) تک اسرائیل کو بمباری روکنے کو چیخ وپکار جاری رہی۔ حتیٰ کہ ہالی وڈ کے اوپر آسمان پر لکھ رکھا تھا۔ امریکی ٹیکسوں کے ڈالروں نے غزہ میں بچے مار ڈالے۔ یہودی امریکی سیکرٹری سٹیٹ بلنکن کے گھر کے باہر بھی امریکی، اس کی گاڑی کے پیچھے ہنگامہ کھڑا کرتے لال رنگ (لہو کا استعارہ) کا چھڑکاؤ اور نعرے لگاتے دیکھے گئے۔ جنگی مجرم، جنگی مجرم، غزہ میں بمباری بند کرو، بلنکن تم چھپ نہیں سکتے، تم قتلِ عام کے مجرم ہو۔ یہی منظر برطانیہ میں، برسٹل کا میئر جو پیدل چلتا نعرہ زن ہجوم میں گھر گیا۔ شرمناک، شرم ہو تم پر! تم قتلِ عام کے پشت پناہ ہو! برطانوی وزیراعظم پر مانچسٹر میں مطالبہ برس رہا ہے۔ استعفیٰ دو۔ چلے جاؤ۔ یہ سب مسلسل ہر جا، جاری وساری ہے۔ امریکا میں جابجا یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ہمارے ٹیکس عوام کی فلاح وبہبود پر خرچ کرنے کی بجائے غزہ کی تباہی وبربادی، بچوں کے قتل پر جھونکے جا رہے ہیں۔ دنیا دو حصوں میں بٹی دیکھی جاسکتی ہے۔ عوام کی اکثریت غزہ کے غم میں گھلتی احتجاج کناں۔ حکمران، اسرائیل نواز ہیں۔

نسل کوئی بھی ہو نیتیں ایک سی، رنگ کچھ بھی سہی خصلتیں ایک سی
زرد وسرخ وسفید وسیہ حکمراں، سرمئی گندمی تاجور بھیڑیے
بے بسوں اور نہتوں پہ یلغار کو، غول در غول ہیں آخری وار کو
باخبر، معتبر، دیدہ ور جانور، صاحب درد، صاحب نظر بھیڑیے

امریکن نرس ایملی کیلہان غزہ میں تھی۔ ایکس پر وہ 70 لاکھ مرتبہ دیکھی گئی۔ یہ ڈاکٹر بلاحدود تنظیم کا حصہ تھی۔ (فلاحی تنظیم جو جنگوں میں طبی امداد دیتی ہے۔) غزہ میں انڈونیشیا ہسپتال سے 26 دن کی جنگ کے بعد نکالی گئی۔ سی این این سے انٹرویو میں اس سے پوچھا گیا: کیا تم غزہ واپس جاؤ گی؟ کہنے لگی: میرا دل اب بھی وہیں اٹکا ہوا ہے جن کے ساتھ میں کام کرتی تھی۔ میں اپنی زندگی میں اس سے زیادہ حیرت انگیز ناقابلِ یقین افراد سے نہیں ملی۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا۔ ہم ایک ساتھی نرس بھی ایمبولینس پر حملے میں کھو چکے تھے۔ اسرائیلی فوج کی طرف سے جنوب کی طرف جانے کا حکم ملا۔ میں نے اپنے ساتھیوں (فلسطینی ڈاکٹر، نرس) سے پوچھا، کیا تم میں سے کوئی جنوب جا رہا ہے؟ سب کا ایک ہی جواب تھا: یہ ہمارے لوگ، ہمارا خاندان، ہمارے احباب ہیں۔ اگر وہ (اسرائیلی) ہمیں قتل کرنا چاہتے ہیں تو ہم مر جائیں گے مگر ہمیں آخر تک اپنے لوگوں کو بچانا ہے۔ (ہسپتالوں میں 6 دسمبر تک 278 طبی عملے کے افراد شہید ہوئے جن میں 104 ڈاکٹر، 87 نرس اور 87 دیگر طبی عملے کے کارکن قتل کیے اسرائیلی فوج نے۔ نیز 41 افراد کو اغوا کیا گیا 60 دنوں میں۔) وہ ناقابلِ یقین لوگ تھے۔ وہ اپنے لوگوں کی مدد اور خدمت کی خاطر نہیں نکلے۔ جو ٹھہر گئے، وہ ہیرو ہیں۔ انہیں پتا ہے وہ مارے جائیں گے پھر بھی ٹھہرنا چاہتے تھے۔ یہ ہیروازم ہی اصل خطرہ ہے! (اسرائیل کے لیے۔) بے خوف لوگ! موت سے ڈرتے نہیں ذرا۔ یہ نرس، اس تنظیم کا حصہ تھی جو دنیا بھر میں رنگ نسل قومیت سرحدوں سے ماوراء انسانی جذبے کے تحت کام کرتے ہیں۔ مگر صرف انسانی جذبہ بہت دور تک نہیں جاسکتا۔ جیسے بہادر نرس نے کہا کہ اگر میرے پاس ایک اونس بھی ویسا دل ہوتا جیسا تمہارا ہے تو میں خوشی خوشی تم لوگوں کے ساتھ مر جاتی۔ ساری کہانی اس ایک اونس دل ہی کی تو ہے۔ یہ عقیدے اور کلمے کا وزن ہے جو دل کو پہاڑوں سے قوی تر، گراں تر بنا دیتا ہے۔ اس دل نے جو قرآن کی امانت کلمہ پڑھ کر اٹھا رکھی ہے، اس کے آگے تو پہاڑ بھی دبا جاتا پھٹا پڑتا ہے۔ اہلِ غزہ کو غیر متزلزل بنانے والا کلمۂ توحید اور قرآن ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کلمہ اتنا طاقتور ہے کہ اگر ایک پلڑے میں سات آسمان اور سات زمین رکھ دیے جائیں اور دوسرے پلڑے میں کلمہ لا الٰہ...... رکھ دیا جائے تو کلمے والا پلڑا جھک جائے گا۔ (مسند احمد، ترمذی) سات آسمان وزمین کے مادی وزن کا اندازہ لگانے کو یہ دیکھیے کہ نیوٹران ستارہ کائنات کا سب سے چھوٹا ستارہ ہے مگر مادی اعتبار سے نہایت کثیف ہے۔ اس ستارے کا چمچہ بھر مواد ایک ارب ٹن سے زیادہ وزنی ہے۔ اور یہ ستارہ فی نفسہٖ فولاد سے 10 ارب گناہ زیادہ سخت سطح کا مالک ہے، مگر یہ نرا مادہ ہے۔ ہم معرکۂ ایمان ومادیت سے گزر رہے ہیں۔

دنیا کو ہے پھر معرکہ رُوح وبدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا!

ایک طرف تہذیب کے عنوان سے درندوں کی تاریخ کی بدترین قسم معرکہ زن ہے۔ دوسری طرف کلمہ، ایمان ہے۔ روحانیت، کلمے کا وزن اس کی قوت غزہ کے میدان میں، حماس کی جنگ میں ثابت ہوگئی۔ اگرچہ دنیا میں ڈاکٹر بلاحدود اور صحافی بلاحدود تنظیم ہے مگر حقیقتاً صرف ایمان، اسلام، دعائیں ہی بلاحدود ہوا کرتی ہیں۔ یہ مادی حد بندی سے ماوراء، عظیم ترین روحانی جذبے ہیں جو آج کی دجالی دنیا کے لیے چیلنج ہیں۔ صحابہؓ اور اہلِ ایمان کی قبریں ہر خطے میں بلاحدود پائی جانی اس کا ثبوت ہیں۔ قبل ازیں ابلیسی جنگی مشین افغانستان کے پہاڑوں سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہوئی۔ روس کی بے پناہ فولادی قوت کسی کام نہ آئی، قبائلی بندوقوں سے اس کا آہنی پردہ Iron Curtain پھٹا، دیوار برلن گری۔ وہ کلمے کی قوت سے زیر ہوا۔ پھر امریکا اپنے زعم میں روئے زمین کا سارا بارود، لوہا، سائنسی شعبدے، سیاہ چٹان پر سیاہ چیونٹی کا نشانہ لینے کی مہارت لیے آن اترا۔

ہیں سال بعد تابوت اٹھائے، معذور، پاگل مخبوط الحواس فوجی لیے ہر ملک بھاگ نکلا۔ یہ تھا مادیت کا زعم جو چکنا چور ہوا اور پورے افغانستان کی سرکاری عمارات، فوجی اڈوں، قلعوں، غنیمت میں ملی بھاری فوجی گاڑیوں پر بھی کلمہ لہرا رہا تھا جس کا وزن سات آسمان سات زمین سے زیادہ ہے! حدیث ثابت ہوگئی! وہی کلمہ ہے جو اس ایک اونس دل میں بھی گڑا ہے۔ اس کلمے نے پوری دنیا کی سرحدیں ختم کر ڈالیں۔ شرق تا غرب تمام انسان رنگ نسل زبان کی حدود سے ماوراء دریا سے سمندر تک فلسطین کے لیے آنسوؤں کے دریا بہا رہے ہیں۔ اپنے قیمتی شب وروز ان کے غم میں ایک کیے دے رہے ہیں جن کے سینوں پر ان کے ننھے بچوں کا خون بہہ کر جذب ہوا۔ جس رب تعالیٰ کے نام پر یہ قربانی پیش ہوئی، پاکیزہ خون نے اس دل کو صبر وثبات، توکل، علم ودانائی کا مخزن ومہبط بنا دیا۔ مومنانہ فراست، فقر وفاقہ میں اگتی ہے۔ میکڈونلڈ کے برگر، پیپسی، پیزے رگیں اور دل سخت اور بصیرت اندھی کر دیا کرتے ہیں۔ آکسفورڈ سے ملالائیں اور غزہ میں صالح الحروری جیسے شیروں کی مائیں پیدا ہوتی ہیں۔ مصنوعی ذہانت بمقابل شجاعت، ایمان، غیرت وعزت، ضمیر مجسم جننے والیاں! جس سرزمین پر شہداء کے خون کی بارش برسی ہے، اس کا ایک انچ یہ قوم بیچنے کو تیار نہیں۔ ادھر سیکورٹی کونسل میں پوری دنیا کے حکمران، فوجیں، قوانین، کنونشنز بار بار ظلم اور خونیں درندگی کے آگے ہتھیار ڈالنے کی (ویٹو) شرمناک رسمی کارروائی سے گزر کر، مگرمچھ کے آنسو بہا کر اپنے عوام کو راضی رکھنے کے لیے کوشاں ہیں۔

لاشوں کا مثلہ تو جنگِ احد میں بھی ہوا تھا مگر اہلِ مکہ نے اعضاء کاٹ کر ان کی تجارت اور اس سے پیسہ بنانا نہ سیکھا تھا۔ اس کے لیے یہودی، مشرقِ وسطیٰ کی سب سے بڑی جمہوریت اور مہذب ترین ریاست ہونے کے دعوے دار اسرائیل کی ضرورت تھی۔ اس نے کھال اجسادِ خاکی سے اتار کر حسن وجمال کی بحالی کی پلاسٹک سرجری کے لیے منجمد کر کے عالمی تجارت میں دام بنائے۔ ننھے بچوں کا خون عالمی منڈیوں میں بیچا۔ خون آشام درندوں (سوٹڈ بوٹڈ مال دار منصب دار) کی بڑھتی عمر کی رفتار روک کر انہیں سدا بہار رکھنے کے لیے۔ پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات ملبوں تلے دب کر اور گولیاں کھا کر بہتا خون بھی غزہ کو سیراب کرتا ہے۔ یہ وہ ہے جو پوری قوم کی رگوں میں اتر کر ہر فرد کو اٹھا کھڑا کرتا ہے۔ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔ اس سے وہ دل توانائی پاتے ہیں جس کے ایک اونس کی تمنا میں امریکی نرس سسکتی ہے۔ اس سے اقصیٰ کے وہ غازی پیدا ہوتے ہیں جو تشدد سہتے، قید وبند کے خطرے انگیز کرتے فوجیوں کے بیچ سے گزر کر اس سرزمین کو اپنے سجدوں سے آباد کرتے ہیں۔ گولیاں بھی تعاقب میں رہتی ہیں اور ڈنڈے بھی برستے ہیں۔ مگر یہ دل ہیں کہ فولادی عزم پیوست ہے ان میں۔ یہ اللہ کے ہاتھ جنت کے عوض اپنی جانیں اور اموال فروخت کرنے والے سوداگروں ہی کے حوصلے ہیں۔ یہ اپنی پوری زندگی کی جمع پونجی کا بنا ایک گھر ملبہ کروا کے باریک پلاسٹک کے خیمے میں خاندان، بچے لیے جا بیٹھے ہیں۔ وہ جو دو ماہ سے نہایا نہیں تھا۔ سردی میں سمندر میں کھڑا اپنا آپ صاف کر رہا ہے۔ خیموں میں غسل کی سہولت نہیں ہے! گھر کے ملبہ ہو جانے عزیز واقارب لٹ جانے کی مرثیہ خوانی نہیں کی۔ سمندر پار بستے مسلمانوں، جیتے جاگتے انسانوں بارے پوچھ رہا ہے بس!

کہ بے نور است وبے سوز است ایں عصرا

❀❀❀

پریس ریلیز 19 جنوری 2024ء

دو مسلمان ممالک کا مدِ مقابل آنا اغیار کی کامیابی ہے

شجاع الدین شیخ

دو مسلمان ممالک کا مدِ مقابل آنا اغیار کی کامیابی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایران نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بلوچستان کے ضلع پنجگور پر میزائل داغ دیا جس سے ایک عورت اور دو معصوم بچے شہید ہوگئے۔ درحقیقت یہ پاکستان کے خلاف ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب ہے۔ اہلِ پاکستان کو اپنے برادر ہمسایہ مسلمان ملک سے ایسے انتہائی قدم کی ہرگز امید نہ تھی اور یہ ایک ناقابلِ یقین اور افسوس ناک سانحہ ہے۔ پاکستان نے مجبوراً جوابی کارروائی کی جس میں سرحد پار بی ایل اے اور بی این اے کے دہشت گرد ٹھکانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر دونوں ممالک میں کشیدگی مزید بڑھتی ہے تو اس کا فائدہ صرف امریکہ، اسرائیل اور بھارت کو ہوگا۔ پھر یہ کہ پاک۔ ایران تنازعہ خطے کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ امیر تنظیم نے دونوں حکومتوں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ کشیدگی کو کم کرنے کے لیے اقدامات اُٹھائیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور حتمی کتاب میں مسلمانوں کو یہ واضح حکم دیا ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جب دو مسلمان بھائیوں میں کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو دوسرے مسلمان اُن میں صلح کروا دیں۔ لیکن انتہائی شرم کا مقام ہے کہ پاکستان اور ایران کے مابین ثالثی کروانے کی پیش کش ترکیہ کے علاوہ کسی مسلمان ملک نے نہیں کی۔ بہرحال دونوں ممالک اب تحمل کا مظاہرہ کریں۔ آپس کے روابط کے لیے طے شدہ ذرائع کو فی الفور بحال کیا جائے۔ دونوں ممالک میں سرحد پار دہشت گردوں کے مبینہ ٹھکانوں کے معاملے کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ مشرقِ وسطیٰ کی تشویش ناک صورتِ حال کے حوالے سے آپس کی غلط فہمیاں دور کی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمان ممالک کی ذلت اور رسوائی کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ بُری طرح منتشر ہیں جبکہ اُن کے دشمن ”الکفر ملة واحدة“ کی صورت میں متحد ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپس کے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مسلمان ممالک ایک جسدِ واحد کی طرح متحد ہوں تا کہ اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملایا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

زخمی بچہ، مغربی میڈیا اور دو ذرائع

محمد حنیف

مغربی میڈیا عام طور پر اپنے آپ کو عالمی میڈیا کہتا ہے، ساری دنیا کو خبر اور رائے کا فرق بتاتا ہے۔ مغربی یونیورسٹیوں اور نیوز رومز میں سکھایا جاتا ہے کہ ہر خبر چھپنے یا نشر کرنے سے پہلے دو ذرائع سے تصدیق صحافت کا بنیادی اصول ہے۔ مغربی اداروں کے لیے کام کرنے والے ساتھی رپورٹر بتاتے ہیں کہ اگر وہ کسی بڑے واقعے کے چشم دید گواہ بھی ہوں تو بھی ان کی خبر اس وقت تک قابل اشاعت نہیں سمجھی جاتی جب تک دو ذرائع سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔ چند سال پہلے ایک مغربی جریدے کے لیے کراچی میں گرمی کی شدید لہر پر ایک کہانی لکھی، بیچ میں یہ بھی لکھ دیا کہ کراچی میں کوئی ایسے بس سٹاپ نہیں ہیں جہاں پر چھت ہو۔ میری مدیر نے گوگل میپ پر جا کر کراچی کے کچھ ایسے بس سٹاپ ڈھونڈ لیے جہاں پر ٹوٹی پھوٹی سی ہی چھت تھی۔ میں اپنی سستی پر شرمسار ہوا اور اپنی مدیر کے ادارتی معیار کا قائل ہو گیا۔ اس ہفتے دنیا میں سب سے بڑی خبر یہ تھی کہ جنوبی افریقہ اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی نسل کشی کا مقدمہ تیار کر کے اقوام متحدہ کی عالمی عدالت میں پہنچا۔ ایک دن جنوبی افریقہ کو اپنا کیس پیش کرنا تھا، اگلے دن اسرائیل کو اپنا دفاع کرنا تھا۔ اس سے آسان ایڈیٹوریل فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ عالمی عدالت میں کیس پر پوری دنیا کی نظریں لگی ہیں۔ دونوں دن، دونوں ملکوں کا موقف لوگوں تک پہنچنا چاہیے تھا۔ مغرب کے تقریباً تمام نشریاتی اداروں اور بڑے اخباروں نے جنوبی افریقہ کی طرف سے پیش کیے گئے شواہد اور ان کے وکلاء کے دلائل کو براہ راست نہیں دکھایا۔ اگلے دن اسرائیل اپنے دفاع کے لیے پیش ہوا تو ساری نشریات روک کر براہ راست کارروائی دکھائی گئی۔ کسی ادارے نے اپنے اس فیصلے کی وضاحت پیش نہیں کی۔ شاید انھیں یقین ہے کہ جدید صحافت اور اس کی اخلاقیات انھی کی ایجاد ہے اور وہ جب چاہیں نئے معیار ایجاد کر لیں۔

اس معاملے میں ان کا رویہ اسرائیل کے دفاعی وکلاء جیسا ہی تھا کہ تم ہم پر نسل کشی کا الزام لگا کر ہمیں بدنام کر رہے ہو، ہمارے پہلے سے دکھی دلوں کو اور دکھی کر رہے ہو۔ لیکن ہم جو کر رہے ہیں اس سے ہمیں روک کر تو دکھاؤ۔ مغربی دانشور ہم جیسے ملکوں کو بنانا ریپبلک اور ہماری عدالتوں کو کینگرو کورٹ کہتے ہیں لیکن میں نے کسی بڑی سے بڑی ڈکٹیٹرشپ کے بارے میں بھی یہ نہیں سنا کہ ایک میچ ہو رہا ہو، جب مخالف باری لے رہا ہو تو یہ تاثر دیا جائے کہ کونسا میچ اور جب اپنی ٹیم باری لینے آئے تو فوراً لائیو کوریج شروع کر دی جائے۔ عالمی عدالت میں جنوبی افریقہ کے وکلاء اور ان کے ساتھیوں سے مقدمہ سن کر مغربی تہذیب کے وارث یقیناً نیلسن منڈیلا کو یاد کر رہے ہوں گے، پچھتا بھی رہے ہوں گے کہ اسے جیل سے نکلنے ہی کیوں دیا تھا۔ جنوبی افریقہ کی آزادی کے بعد مغربی رہنماؤں نے نیلسن منڈیلا کو معصوم سا انکل بنانے کی کوشش کی تھی لیکن سفید بالوں میں وہ دہشت گرد ہی رہا۔ اب بھی اس پر الزام یہ ہی لگ رہا ہے کہ وہ اپنی قبر سے بھی جنوبی افریقہ کے وکیلوں کے ذریعے دہشت گردی کر رہا ہے۔ نیلسن منڈیلا کے روحانی بچوں نے ہمیں بتایا کہ ماضی کی نسل کشی کرنے والے اپنے ارادے کو بھی چھپاتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ دنیا کی نظر سے چھپا کر کریں۔ منڈیلا کے دہشت گرد وکیل نے عالمی عدالت کو بتایا کہ یہ تاریخ کی پہلی 'نسل کشی' ہے جس میں شکار ہونے والے اپنی موت کو لائیو سٹریم کر رہے ہیں اور ایسا کرنے والے نہ صرف اپنا ارادہ چھپانے کی کوشش نہیں کر رہے بلکہ کر کے بتا رہے ہیں، مقدس کتابوں کے حوالے دے کر بتا رہے ہیں کہ شیر خواروں کے قتل کا حکم ہے۔ اور مبینہ طور پر نسل کشی کرنے والی پہلی فوج ہے جو ٹک ٹاک پر لاشوں پر بھنگڑے ڈال رہی ہے۔ اگر نازی جرمنی اپنے گیس چیمبروں میں کیمرے لگا کر دنیا کو لائیو فیڈ دیتے تو بھی شاید مغربی میڈیا اپنے ایڈیٹوریل گائیڈ لائن کھول کر بیٹھ جاتا اور سوچتا کہ ظلم کس طرف سے ہو رہا ہے۔ غزہ میں ہسپتالوں میں شیر خواروں کو دفناتے، بچاتے طبی عملے نے ایک نئی اصطلاح ایجاد کی ہے ڈبلیو سی این ایف 'زخمی بچہ جس کے خاندان میں سب مارے گئے۔' مغربی میڈیا ابھی تک وہ دو ذرائع ڈھونڈ رہا ہے جس سے بچے کی شناخت ہو سکے لیکن چونکہ ہم نے ماں باپ، چچا، خالو، چھوٹا بھائی، بڑا بھائی، گلی میں کھیلنے والے بچے سب مار دیے تو دو ذرائع کہاں سے لائیں۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق پروفیسر (ریٹائرڈ) بشیر احمد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-8496977

☆ مقامی تنظیم صادق آباد شمالی کے اسرہ نقیب وقاص احمد بٹ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8626768

☆ حلقہ کراچی جنوبی، مقامی امیر کورنگی غربی سعید الرحمان کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت (بیٹا): 0321-3742208

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

خدمتِ خلق

حافظ محمد ابراہیم

اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جائز امور میں اللہ کی مخلوق کا تعاون کرنا خدمت خلق کہلاتا ہے۔ خدمت خلق جہاں اچھے معاشرے کی تشکیل کا اہم ترین ذریعہ ہے وہیں یہ عمل محبت الٰہی کا تقاضا، ایمان کی روح اور دنیا وآخرت کی سرخروئی کا وسیلہ بھی ہے۔ خدمتِ خلق میں محض مالی امداد ہی داخل نہیں، مالی امداد کے علاوہ کسی کی کفالت کرنا، علم و ہنر سکھانا، مفید مشوروں سے نوازنا، بھٹکے ہوئے مسافر کو صحیح راہ دکھانا، علمی سرپرستی کرنا، تعلیمی و رفاہی ادارے قائم کرنا، کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان جیسے دیگر کام بھی خدمت خلق کی مختلف راہیں ہیں۔ انسانی معاشرے میں جہاں کہیں خلق خدا کو اپنی محتاجی کا احساس ہوتا ہے اسلامی تعلیمات میں ان لوگوں کی حاجات کی تکمیل کا پورا بندوبست کیا گیا ہے۔

حدیث قدسی ہے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی، وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کی بیمار پرسی کرتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے مجھے نہیں کھلایا! وہ کہے گا: اے میرے رب، میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا! اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا تو نے مجھے نہیں پلایا! وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کو پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا اور تو نے اسے نہیں پلایا! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اسے پلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا''۔ (صحیح مسلم)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(4 تا 10 جنوری 2024ء)

جمعرات (04-جنوری) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نمازِ ظہر شعبہ نظامت سے میٹنگ کی۔

جمعہ (05-جنوری) کو 11:30 بجے شعبہ نشر واشاعت سے میٹنگ کی۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز جمعہ شعبہ سمع و بصر سے میٹنگ کی۔ ''امیر سے ملاقات'' کے پروگرام میں گفتگو کی۔

ہفتہ (06-جنوری) کو شعبہ تربیت و مالیات سے میٹنگز کیں۔ بعد نمازِ ظہر کچھ احباب سے ملاقات کی۔ اس کے بعد شعبہ نظامت سے میٹنگ کی۔ پھر کراچی واپسی ہوئی۔

اتوار (07-جنوری) بعد نماز عصر شادمان مسجد میں ''مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی پکار اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب دارالسلام مسجد کراچی میں اسی موضوع کے حوالے سے خطاب کیا۔

منگل (09-جنوری) کو اخوت فاؤنڈیشن کے ڈاکٹر امجد ثاقب سے کھانے پر ایک گھنٹہ ملاقات اور گفتگو رہی۔ ''اخوت'' کا ماڈل، بغیر سود قرضے دینے کا ہے۔ جس سے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد ملتی ہے۔ ان کے زیر اہتمام تین سو اسکولز بھی چل رہے ہیں۔ مزید برآں ایک یونیورسٹی بھی زیر تعمیر ہے۔ وہاں پر قرآنی تعلیم کے امکانات پر گفتگو ہوئی۔

بدھ (10-جنوری) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں ''عصر حاضر میں نظریاتی اور علمی کردار'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں شرکت کی۔ گھریلو اسرہ باقاعدگی سے ہو رہا ہے، جس میں فلسطین کے مسئلے کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور''

03 تا 05 فروری 2024ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز سوموار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔

☆ قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات۔

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

★ **منتخب نصاب کے دروس کا باہمی ربط**

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 8-7 35473375(042)

توبہ واستغفار کے بارے میں اسوۂ حسنہ

مولانا حافظ زبیر حسن

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔'' (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی، جلال وجبروت کے بارے میں جس بندے کو جس طرح کا شعور واحساس ہوگا وہ اپنے آپ کو اسی درجہ ادائے حقوق عبدیت میں قصوروار سمجھے گا۔ آپ ﷺ بار بار اور مسلسل توبہ واستغفار کی طرف متوجہ رہتے تھے اور اس کا اظہار فرما کر دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کرتے اور تلقین فرماتے تھے جیسے کہ ایک دوسری روایت میں اغرالمزنی ؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ کرو میں خود دن میں سو سو دفعہ اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔'' یہ ستر اور سو کی تعداد دراصل کثرت کو بیان کرنے کے لیے ہے اور قدیم عربی زبان کا عام محاورہ ہے ورنہ حضور ﷺ کے توبہ واستغفار کی تعداد یقیناً اس سے بہت زیادہ ہوتی تھی۔ یہ تو اس ذات کا حال ہے جس کے گناہ کا کوئی تصور ہی نہیں۔ دراصل اس طرح کی روایات سے امت کو تعلیم دینا مقصود ہے کہ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ واستغفار کرنا چاہیے کیونکہ توبہ واستغفار نہ کرنے کی صورت میں گناہوں کی سیاہی رفتہ رفتہ انسان کے دل پر چھا جاتی ہے۔ اسی بناء پر ایک حدیث میں فرمایا گیا مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی وبخشش کی التجاء اور استدعاء کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو کر قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ واستغفار کے بجائے مزید گناہ کیے اور گناہوں کی وادی میں قدم بڑھائے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وہ زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

''کہ ان لوگوں کی بدکاریوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ اور سیاہی آگئی ہے۔''

کسی مسلمان کے لیے بلاشبہ یہ انتہائی بدبختی کی بات ہے کہ گناہوں کی ظلمت اس کے دل پر چھا جائے اور اس کے قلب میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے (آمین) دراصل خطاء اور لغزش آدمی کی فطرت میں داخل ہے کوئی ابن آدم اس سے مستثنیٰ نہیں ہے لیکن وہ بندے بڑے اچھے اور خوش نصیب ہیں جو خطا وقصور اور گناہ کے بعد نادم ہو کر اپنے مالک کی طرف رجوع کرتے ہیں اور توبہ واستغفار کے ذریعہ اس کی رضا ورحمت حاصل کرتے ہیں۔ اسی کو سرکار دو عالم ﷺ نے ایک حدیث میں یوں فرمایا کہ ہر آدمی خطا کار ہے اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔ اس بناء پر ہم سب کو چاہیے کہ خود بھی توبہ واستغفار کریں اور دوسروں کو بھی توبہ واستغفار کی طرف متوجہ کریں تاکہ ہمارے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے آج امت مسلمہ جن پریشانیوں اور تکلیفوں سے دوچار ہے وہ چاہے مہنگائی کی صورت میں ہوں، چاہے بے رحم حکمرانوں کی صورت میں ہوں یا بہت سے علاقوں میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کے عذاب کی صورت میں ہوں یا یہود ونصاریٰ کے ہم پر تسلط کی صورت میں ہوں، اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار کی برکت سے اس طرح کی سب پریشانیوں اور تکلیفوں سے ہماری خلاصی کروادیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ واستغفار کرنے والا بنادے۔ آمین ❀❀❀

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اوران کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

احادیث رسول ﷺ میں ربا سے متعلق ارشادات:

نبی ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں سود کی مذمت فرمائی ہے اور قرآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) ﴿اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ﴾ [مشکوٰۃ المصابیح، باب الربوا بحوالہ ابن ماجہ]

''سود اگرچہ زیادہ منافع دے اُس کا انجام غربت اور ناداری ہے۔''

(۲) عن جابر ؓ قال: لعن رسولُ الله ﷺ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ۔ [رواہ مسلم]

''رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر اور اس کی تحریر لکھنے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا: یہ اس کے گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔''

(۳) عن عبداللہ بن حنظلہ ؓ غسیل الملائکۃ قال قال رسول اللہ ﷺ: ((دِرْهَمُ رِبًا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً)) [احمد]

عبداللہ بن حنظلہ ؓ غسیل الملائکہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھاتا ہے اس کا گناہ اتنا ہے جتنا چھتیس مرتبہ زنا کرنا ہے۔'' بحوالہ: ''انسداد سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 636 دن گزر چکے!

a female obstetrician at Al-Shifa hospital who was killed along with her other offspring in an Israeli missile strike. Abu Sittah recalled the girl: "Half of her face was missing. Half her nose, her eyelids had been ripped from the bone."

Despite the all-consuming horror, Abu Sittah reported witnessing great "acts of love" and resistance, as well, like with a three-year-old boy who had lost his family and whose arm and leg Abu Sittah was forced to amputate: "When I went to check up on him, the woman whose son was wounded in the bed next to him had him on her lap and was feeding him and her son."

In sum, it's not just the doctors in Gaza who are heroes.

Speaking of heroes, Palestinian journalists have also come under increasingly lethal Israeli fire for bearing witness to the increasingly lethal savagery being carried out in the Gaza Strip. The New York-based Committee to Protect Journalists (CPJ) notes that this war has constituted the "deadliest period for journalists since CPJ began gathering data in 1992"; between October 7 and December 23, sixty-nine journalists and media workers had been confirmed dead. Of these casualties, 62 were Palestinian, four were Israeli, and three were Lebanese.

On November 20, Palestinian journalist Ayat Khadura was killed in an Israeli airstrike on her home in northern Gaza – just two weeks after she had shared a "last message to the world" in which she stated: "We had big dreams but our dream now is to be killed in one piece so they know who we are."

In another deadly episode documented by CPJ, Palestinian journalist Mohamed Abu Hassira was "killed in a strike on his home in Gaza along with 42 family members" on November 7. And yet in the view of the Western corporate media, the slaughter of journalists and their extended families in Gaza has evidently been deemed less than newsworthy.

On December 15, Al Jazeera Arabic cameraman Samer Abudaqa was killed in an Israeli attack in southern Gaza, where he bled to death after Israeli forces kept ambulances from reaching him for more than five hours. Also injured was Abudaqa's colleague, Al Jazeera bureau chief Wael Dahdouh, who in a previous Israeli attack in October lost his wife, his son, his daughter, his grandson, and various other family members.

In spite of unspeakable trauma, Dahdouh has kept reporting.

The abundance of real-world heroism notwithstanding, Time magazine has selected American billionaire singer-songwriter and pop culture opiate of the masses Taylor Swift as its "Person of the Year" for 2023. As per the Time writeup, Swift is in fact the "main character of the world." (Prior recipients of the honor have included Adolf Hitler, Donald Trump, the Joe Biden-Kamala Harris duo, and Elon Musk – the "richest private citizen in history" who apparently charmed the Time team by "live-tweet[ing] his poops.")

But while Swift may indeed be the current protagonist of a superficial world rapidly combusting in self-absorbed banality, one wishes more credit were given to real-world heroes. And as 2023 came to a close with no end to genocide in sight, the real "Person of the Year" are <u>the people of Gaza</u>.

<u>Courtesy</u>: *https://www.aljazeera.com/*

The real 'Person of the Year'

Given the ghastly course of 2023, it is obvious who deserves the coveted title: people of Gaza!

Belén Fernández

At the end of the previous year there was a lot of hubbub about Time magazine's annual "Person of the Year," a tradition that began in 1928 as "Man of the Year" but that now honors a "man, woman, group or concept."

Given the ghastly course of 2023, it seems one obvious choice for "Person of the Year" would be the Palestinian doctors and medical personnel currently risking their lives to save others from Israel's genocidal endeavors in the Gaza Strip.

Since October 7, the Israeli military has slaughtered more than 22,500 Palestinians in Gaza, among them at least 9,200 children. According to Healthcare Workers Watch – Palestine, an independent monitoring initiative co-launched by Texas doctor Osaid Alser, no fewer than 340 healthcare workers were killed by the Israelis between October 7 and December 19, including 118 doctors and 104 nurses.

Take, for example, the case of 36-year-old nephrologist Dr Hammam Alloh, a father of two young children, who was killed along with his own father in a November Israeli airstrike on their home. In an October interview with Democracy Now!, Alloh had responded as follows to the question of why he refused to abandon Al-Shifa hospital in Gaza City and to move south in accordance with Israeli evacuation orders: "You think I went to medical school and for my postgraduate degrees for a total of 14 years so [as to] think only about my life and not my patients?"

And it is this sort of relentless altruism that has been continuously on display by Palestinian medics as Israel undertakes to eradicate the very concept of humanity by carpet-bombing civilians and targeting hospitals and ambulances. The assault on medical infrastructure and personnel has been actively abetted by a cohort of Israeli doctors who have leapt onto the military bandwagon in order to cheerlead the bombing of Palestinian hospitals.

Not only have Palestinian medics been converted into military targets, they have also had to contend with crippling shortages of fuel, medicines, and basic supplies – shortages that were already bad enough in so-called "peacetime." Watching family members and colleagues die has effectively become part of the job, and the Israeli army has additionally busied itself abducting and torturing Palestinian healthcare workers.

In a recent interview with the Washington Post, British-Palestinian surgeon Dr Ghassan Abu Sittah – who has volunteered with medical teams in Gaza during numerous Israeli assaults over the years and who spent 43 days in the besieged enclave this time around – described having to make "peace with the idea" that he was not going to survive. Among his patients was a young girl, the sole surviving daughter of

Vol: 33 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.04

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore